۱۰۶

یا علی

ان من الشعر الحکمۃ و ان من البیان السحرا

بعد مردن بھی جلائیگا مرا سوز کلام
اہل دل رویا کرینگے میرا دیواں دیکھکر

پیمانۂ میکش

مصنفہ
جناب شمس الحق سجاد علی شاہ صاحب میکش حیدر آبادی
جانشین حضرت مولانا میر امداد علیشاہ صاحب قلندر علوی رحمۃ اللہ

جسکو

شیخ محمد نذیر حسین و محمد وزیر حسین مہتمم رسالہ مذاق سخن دہلی نے اپنے
باہتمام خاص مطبع رحمانی دہلی مین طبع کرایا

تمام درخواستیں دفتر مذاقِ سخن دہلی مین بنام محمد نذیر حسین و زبیر حسین آنی چاہئین

سیرۃ محمدیہ } یعنے حضرت محمد عربی رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سوانح عمری اور تعلیمات نبی اکرم (صلعم) کے زمانہ پیدائش سے وفات تک کے مفصل اور مورخانہ سچے حالات اسلامی دنیا کے ہر طبقے کے علما مختصر حال وغیرہ وغیرہ۔ بڑے بڑے مسیحی مورخوں کی دھواں دھار نکتہ چینیوں کا کافی و شافی جواب

قیمت صرف صہ

الفاروق } حضرت امیر المومنین فاروق اعظم عمر رضی اللہ عنہ کی سوانح عمری

قیمت فی حصہ عہ ....

پیر نابالغ } حصہ اول و دوم۔ جوانوں کی رندانہ طبیعت تو سب نے دیکھی ہوگی۔ لیکن اس پیر نابالغ کی رنگین طبیعت نے آجتک رند اس دنیا میں پیدا ہوئے اور ہونگے۔ سب کی رنگینی کا ٹھیکہ لے لیا ہے ممکن ہے کہ کوئی بجھی ہوئی طبیعت والا پڑھے اور رقص کرنے لگے۔ قیمت فی حصہ ۸ر

الف لیلہ شہرزاد المعروف بہ شبستان حیرت } بطرز ناول یہ اُس الف لیلہ عربی کا چیدہ اور بامحاورہ ترجمہ ہے۔ جو خاص خلیفہ ہارون رشید کے عہد میں تیار کی گئی تھی اور ستر ہ قصے جو اور مترجموں کو نہیں ملے تھے۔ وہ اس الف لیلہ میں بطور ضمیمہ لگائے گئے تاکہ ناظرین کو علیحدہ معلوم ہوں۔ تصویریں نفیس خط پاکیزہ۔ چھاپہ صاف۔ کاغذ دبیز۔ قیمت عہ/

الف لیلہ و دنیا زاد معروف بہ نشاط بغداد } بطرز ناول شایقین قصص جو الف لیلہ کی سیر کر چکے ہیں شہرزاد و دنیا زاد سے بخوبی واقف ہونگے۔ ہاں اسقدر ہمیں فخر سے کہنا چاہئے کہ جو قصہ دنیازاد نے کئے تھے۔ وہ ابتک کسی کو دریافت نہیں ہوئے تھے اسمیں جسقدر قصص ہیں وہ بلا کے پر مذاق پر درد پر معانی اور پر نتایج ہیں سچ تو یہی ہے کہ خلیفہ ہارون رشید کی پر شوکت سلطنت اصلی فوٹو اور حقیقی اقبالمندی کے بے مثال انصاف کا بیان اور دیگر شاہان عالی ہمم کے پر تاثیر اور پھڑکا دینے والا لطف اسکے مطالعہ سے حاصل ہوتا ہے قیمت فی جلد ۱۲ر عہ

دیوان نصیر } یہ دیوان حضرت ذوق دہلوی کے اُستاد حضرت شاہ نصیر دہلوی کے جودت طبع کا نمونہ ہے۔ مدت سے یہ دیوان عنقا تھا کمیاب تھا۔ بار دیگر طبع حلیہ سے آراستہ ہوکر شایع ہوا ہے۔ قیمت فی جلد عہ

ننگ و ناموس } یہ ناول شاعر نازک خیال نادرہ عدیم المثال ماہر زبان اُردو جناب منشی سید وحید الدین احمد صاحب بیخود دہلوی کی تصنیف سے ہے۔ جسمیں ابوالحامد اور حسینہ بیگم کے عشق و محبت کا دردناک قصہ جو عفت ہے کا لازمی نتیجہ عصمت و عفت کا ہو بہو نقشہ مصیبت کی پُر درد کہانی قیمت ۸ر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ردیف الالف

اک رنگ نہ ہو کیونکر پھر وحدت و کثرت کا
ہر شکل سے ملتا ہے نقشہ تری صورت کا

جس شے پہ نظر ڈالی وہ تجھ سے نہ تھی خالی
کثرت میں نظر آیا عالم مجھے وحدت کا

خورشید کو ذرے میں اس بحر کو قطرے میں
جب دیکھا کہ جب اٹھا پردہ جو تھا غفلت کا

مجمع یہ عناصر کا ضدین ہیں سب یک جا
عالم سے نرالا ہے گنجینہ تری حکمت کا

تو اور اگر ہوتا میں اور اگر ہوتا +
شہ رگ سے نہ ملجاتا زینہ تری قربت کا

دیکھوں تجھے بے پردہ ہر جسم پہ ہو جامہ
عریاں جو نہیں ہوں میں احساں ہے شریعت کا

و میکدہ والوں میں مسجد میں شوالوں میں
کس کس سے نہیں ملتا جادہ تری ملت کا

ہر وقت مرا سینہ عرفاں کا ہے گنجینہ
محتاج نہیں ہوں میں یارب کسی دولت کا

بس اتنی تمنا ہے جو وقت یہ دم نکلے
عریاں من مسکیں ہو دامن تری رحمت کا

کامل مرا اس وجہ سے ایمان نہیں ہوتا — وہ کافر بدکیش مسلمان نہیں ہوتا

کب میان سے باہر نہیں آتی تری تلوار — کس روز مری موت کا ساماں نہیں ہوتا

قبضہ مرے دل پر ہے تو کیا نفس لعیں کا — خاتم کے چرانے سے سلیماں نہیں ہوتا

مر کر ہی کسی طرح سے خلوت میں پہونچتے — جاں دیکے بھی راضی ترا دربان نہیں ہوتا

دل ہی میں رہا آگیا جو وصل کا ارماں — گھر سے مرے رخصت کبھی مہماں نہیں ہوتا

انسان کو لازم ہے کہ فرعون نہ بنجائے — ہر شخص کبھی موسیٔ عمراں نہیں ہوتا

وحشی نے ترے دامن ہستی کو نہ چھوڑا — اسطرح کوئی چاک گریباں نہیں ہوتا

کسطرح کھلے سینۂ سوزاں کی حقیقت — ظاہر میں کوئی داغ نمایاں نہیں ہوتا

جس رنگ سے اوس شوخ کا کھل جاتا ہے جوڑا — اس ڈھنگ سے سنبل بھی پریشاں نہیں ہوتا

کہتا ہے وہ گل بلبل شیدا نہ یہاں آئے — ان باتوں سے آباد گلستاں نہیں ہوتا

عشاق کو ملتی ہے کہاں قبر میں راحت — مرجانے پہ بھی کم غم ہجراں نہیں ہوتا

یارب تو اوسے بھیج کہاں ہے تری رحمت — کیوں پاک مرا دامن عصیاں نہیں ہوتا

تعریف مری بھول کے دشمن نہ کریگا — آدم کا ثنا خواں کبھی شیطاں نہیں ہوتا

ہر ایک حسیں ہوتا ہے کب یوسف مصری — گرنے سے کنوئیں میں مہِ کنعاں نہیں ہوتا

وہ آنکھ ہے کب جو تری الفت میں نہ روئے — وہ اشک ہے کب جو در غلطاں نہیں ہوتا

ہیں شعر وہی جو کہ کلیجے کے ہوں ٹکڑے — سنگ سرِ رہ لعل بدخشاں نہیں ہوتا

اک عمر میں آتا ہے جو کچھ آتا ہے جسکو — استاد کوئی طفل دبستاں نہیں ہوتا

دیوان کی کہتے ہیں کہ ایمان ہے تجھپر — ایمان سے پھرے جو وہ مسلمان نہیں ہوتا

کب جادۂ الفت کے مسافر نہیں لٹتے — اس راہ میں کب خون غریباں نہیں ہوتا

انسان نہیں جسمیں نہو خاصیت انسان
یک بینی و دو گوش سے انسان نہیں ہوتا

سب کا کی یہہ بات کہ ان آنکھونسے دیکھے
کچھ باتوں سخن لینے سے عرفان نہیں ہوتا

بگڑی ہوئی ہے میکش بدست کیحالت
کیوں فضل ترا اے شہ مرداں نہیں ہوتا

کب سامنے اوسکا رخ زیبا نہیں ہوتا
ہر شخص مگر دیکھنے والا نہیں ہوتا

وحشت نہیں ہوتی ہے کہ سودا نہیں ہوتا
فرہاد تمہیں عشق میں کیا کیا نہیں ہوتا

ممکن نہیں ہاتھ آئے نہ جو دامنِ یوسف
ہر دست مگر دستِ زلیخا نہیں ہوتا

کسطرح نظر آئے گا عکسِ رخِ دلدار
آئینہ ہی اِس دل کا مجلا نہیں ہوتا

گو لاکھ بناوٹ کرے ناقص نہو کامل
ہر گھانس کا تنکا کبھی طوبیٰ نہیں ہوتا

کیا خاک کسی عاشق مضطر کو یقیں ہو
ظالم ترا وعدہ کبھی پورا نہیں ہوتا

ہم ہاتھ لگا دیں تو بگڑ جاتے ہو دم میں
دشمن سے تو بوسوں پہ بھی جھگڑا نہیں ہوتا

دیکھو تو کہاں آکے ہمیں دل نے دغا دی
سچ ہے یہ مثل کوئی کسیکا نہیں ہوتا

عقدہ نہیں کھلتا کہ دہن کیا ہے کمر کیا
اِک عمر ہوئی حل یہہ معما نہیں ہوتا

کر دے سبک مجھے آزاد کہ میں خلد میں پہنچوں
کیوں فیصلہ قاتل مرے سر کا نہیں ہوتا

عالم سے نرالا ہے ترا چاہنے والا
دنیا تو کدھر طالب عقبیٰ نہیں ہوتا

ممکن نہیں جو غیر کے افعال ہوں اچھے
عفریت کسیطرح فرشتا نہیں ہوتا

مر جائے تڑپ کر کوئی فرقت میں بلا سے
اونسے ہی مگر کار مسیحا نہیں ہوتا

غیر کے گھر جاتے ہیں دو وقت برابر
میں کہتا ہوں تو کہتے ہیں آنا نہیں ہوتا

آتی نہیں کب آہ مری چرخ بریں پر
کب عالم بالا تہ و بالا نہیں ہوتا

پھرتی ہے چھری میری ہی گردن پہ شب وروز
دانائے رہ دوست ہے دیوانۂ الفت
معلوم ہوا وہ کبھی اپنے نہ بنینگے
ہم چشم نظر رکھنے ہیں مُراۃ جمالی
آتے ہیں وہ جب رات گذر جاتی ہے یکسر ہی

میرے ... ں کا کبھی خون تمنا نہیں ہوتا
بے ... تم ... کبھی عشق کا سودا نہیں ہوتا
اب کو ... الفت میں گذارا نہیں ہوتا
یہ آئینہ ... ہے کہ جواندھا نہیں ہوتا
بچاتے ہیں وہ ... سبب نور کا تڑکا نہیں ہوتا

اچھا تھا ابھی بھر گیا پیمانۂ میکش ...
سچ کہتے ہیں کچھ دم کا بھروسا نہیں ہوتا

جان و دل سے ہے ہر اک شیدا جمال یار کا
سلسلہ ہے شام ہی سے آنسوؤں کے تار کا
آ دکھلا دوں تمہارے تیر مژگاں کے نشان
یہ رہے محروم اے ہمو خون دل پیکان کی نذر
ہے زمانے سے نرالی خطِ عارض کی بہار
شرم کی جا ہے کہ یوں نکلا رہے پیکان یار
وہ یکایک اٹھتے شب کو کچھ آنسو پچھ گئے
غیر کی مہمانیوں کا یہ نتیجہ ہے حضور
بول بالا عاشقِ ناشاد کا کیونکر نہو
اگر تمہیں لینا ہے تو دو چار سو ں شیر دہاں
کب خبر تھی یوں مرے زخم جگر کھل جائینگے
بھوکا ننگا میر جیالو نے سے رکھا ہے کب

ایک منہ سب ہو گیا ہے کافر و دیندار کا
حوصلہ نکلیگا ستا ... چشم دریا بار کا
دامن الٹو تو کیکے زخم دامن دار کا
لال منہ غصے سے پھر کیا نکہ سوفار کا
خضر کو ترساتا ہے سبزہ نہرے گلزار کا
لاؤں میں دامن اٹھادوں زخم دامن دار کا
تھم گیا جالا برس کر چشم دریا بار کا
حال تو دیکھو ہوا کیا پھول سے رخسار کا
چرخ پر جب شد اگڑا ہے آہ آتشبار کا
دل ہے عاشق کا کوئی سودا نہیں بازار کا
چاندنی نہائیگا سایہ تری دیوار کا
نوک کی لیتا مگر جاتا نہیں ہے خار کا

…ہوتی کو ایسی سنکی کہائیں گے وہاں — نام تک لیتے نہ موسے بے ہولکو دیدار کا
…جر تھی منہ چڑھا لینگے وہ مجکو دیکھکر — زہر ہو جائے گا پینا شربت دیدار کا
…نے دیکھا جو تمنے پڑ گئی گلشن پہ اوس — لگیا سبکو سنبھالا نرگس بیمار کا
…ا ہمکو ل شہید اسے جو ہوتا ہے صید — غیر پہ پڑتا نہیں پہندا نگاہ یار کا
…نے دیکھا ہو نہ ان آنکھوں سے سحر سامری — دیکھ لے چلتا ہوا جادو نگاہ یار کا
…ے وحشی چادر مہتاب شب کو اوڑھکر — سوتے ہیں ٹکڑا بچھا کر دامن کہسار کا
…خبر تھی غم ہی کرنا پڑے گا زہر مار — ذائقہ چکھنے نہ دو گے شربت دیدار کا
…یا بکار دلکو مرے آنکھوں نے تری — کیسا سایہ پڑ گیا بیمار پر بیمار کا

بحکو انکی قدر کیا زاہد کسی مے کش سے پوچھ
مرتبہ کعبے سے کب کم ہے در خمار کا

…یا جھگڑا چکایا میری جان زار کا — جی میں آتا ہے کہ قبضہ چوم لوں تلوار کا
…ہ الفت نہ اترا پار کوئی دقت ذبح — بیچ ڈوبا گھاٹ اے ظالم تری تلوار کا
…خبر تھی تیغ ابرو گل کھلائے گی ایسے — یوں پھلے پھولیگا کھیت اس یار کی تلوار کا
…ہوتے ہی ملی مجکو حیات جاوداں — رشتہ جاں بنگیا ڈورا تری تلوار کا
…میں ڈوبے ہوئے ہیں کشتۂ تیغ ادا — کھیت ہے لاکے کا یا یہ کھیت ہے تلوار کا
…خشاں کی جھلک سے بند آنکھیں ہوگئیں — گھنگیا دم دیکھکر دم خم تری تلوار کا
…ہ تیغ جفا نے پانوں لمبے کر دیے — کسقدر ٹھنڈا تھا سایہ یار کی تلوار کا
…ہوتے ہی ملی ملک بقا کی سلطنت — بنگیا بال ہما سایہ تری تلوار کا
…گرداب بلا کی ہو گئی مٹی عزیز — سر پر اوس کے آج پانی پھر گیا تلوار کا

تشنگامانِ شہادت پی گئے ساری سبیل
کردیا عشاق کو قحطِ شہادت نے ہلاک
جرکے دے دیکر مرے زخمونکو اے قاتل نہ چھیڑ
دیکھکر وہ چشم خواب آلود کشتہ ہو گیا
رنگ لائیگا تری تیغِ نظر کا قتل عام
یہ روانی دھار میں قاتل کہانسے آگئی
دم کا وہاں گا اسطرف دو ہچکیوں میں ہوچکا

...کا چلو چلو ٹپکیا پانی تری تلوار کا
...ہی ہوک میں پہل بہی نہ ہاتھ آیا کسی تلوار...
چور زخم ہیں پانی چرا لینگے تری تلوار...
بھر گیا ہے میرے گلے پر میان ہی تلوار کی
چھوڑ دینگے اب سپاہی باندھنا تلوار کا
خلد تک بہتا گیا کشتہ تری تلوار...
وہ ادھر ڈوبتا رہا سلجھاتے رہے تلوار...

میان سے باہر نہو آتی نظر اوس مست کی
کہدو یہ میکش کے گھر میں کام کیا تلوار کا

دیکھنے والا ہوں اُس خلوت سرائے یار کا
پاس سے میرے جو گذرا تیر اوس عیار کا
تو یہاں دو گز زمیں دیدے تو مر جاؤں ابھی
قتل ہونے سے ہمارے جم گیا مقتل میں رنگ
کب خبر تھی قبر تک ناسورِ الفت جائیگا
آج ہے دوشِ صبا پر تیرے کشتے کا غبار
ہو سکے کس سے وہانتک غنچہ و گل کی صفت
حد سے بڑھ جائیگی اب کچھ دنمیں حیرانی مری
پھر قفس میں چھپے سوچے ہمیں کیا ہمصفیر
جمنے دیگا وہ زمیں پر کسطرح نقش قدم

یوسفِ مصری نہ غلام اک جسکے ہے یار...
زخمِ دل پھر پھر گئے نہ منہ تکنے لگے سوفار کا
جان دیکر مول لوں سایہ تری دیوار کا
زخم جو لگتا گیا گل بنگیا دستار کا
اسقدر پھیلے کا دامن ازخم دامن دار کا
مرتے ہی بیدل کو رتبہ مل گیا اسوار کا
شاخِ طوبیٰ ہے ہر اک تنکا ترے گلزار کا
بت بنا دیگا یہ آئینہ ترے رخسار کا
جبکہ سدِ راہ ہو ہر آبلہ منقار کا
سکہ بیٹھا ہے دلوں پر یار کی رفتار کا

کفر اور اسلام میں گر ہو نہ ربط باطنی
صفت میں مو، رشتہ نہوز تار کا

وصل کی شب میں بھی یوں محروم رکھو گے مجھے تا
کیا، بوسہ نہ دو گے چاند سے رخسار کا

کفر ہی سے مجھکو تو اسلام کی نعمت ملی
ہاں تسبیح سے رشتہ مرے زنار کا

اور ہی کچھ ہو گئی صورت ترے مہجور کی
یوں بھی کیا نقشہ بگڑتا ہے کسی بیمار کا

پوچھنے آئے ہو مجھسے آج تم میکش کا حال
ہو چکا کل ہی پیالہ اوس خدائی خوار کا

کہوں میں کیا مجھے کیا خواب میں میسر تھا
جہاں قدم تہے کیے وہاں مرا سر تھا

نگاہ دل عاشق کا زلف پر بسم میں
اوسکے پاس سے نکلا گمان جسپر تھا

مجھے تمام کیا جسنے اک نگاہ تھی وہ +
نہ تیر تھا کوئی برچھی تھی اور نہ خنجر تھا

رسول کو بھی کوئی ذبح کرتا ہے ظالم
وہ نامہ بر نہ تھا کافر میرا پیمبر تھا

وہ نامہ اسکے مرا حال پوچھیں گر قاصد
یہ کہنا جب میں چلا تھا تو دم لبوں پر تھا

کبھی نہ یار کے آغوش ناز تک پہونچا
الہی ٹھوکریں کھانے کو کیا مرا سر تھا

کدھر چلی گئی کہئے شباب کی دولت
وہ مال کیا ہوا اسکو گھمنڈ جسپر تھا

بنا دیا مجھے آخر زمین کا پیوند +
یہی کہونگا ترا دل نہیں تھا پتھر تھا

نہ قتل ہو کے بھی حاصل ہوئی سبکدوشی
کہ اوترا سر بھی تو احساں کا بوجھ اوپر تھا

وہ ایک دن تھا کہ یوں کی تھی میکشی ہمنے
صراحی جسم کی تھی جام کا بتکاب میں زہر

نہ پوچھیگا شب ہجر کس طرح کاٹی
بیاں جو ہو نہ سکے وہ غبار خواب میں زہر

جنون عشق نے اونکو کیا ہے آوارہ
کہ دو قدم جنہیں گھر سے حساب میں زہر

مثال آئینہ رہتا تھا سامنے دن رات
وہ دن بھی تھے کہ ہی اب تو ترے عتاب میں زہر

رہا آنکھوں ہی میں [illegible] بسمل — [illegible] جدا نہوا
دوست بنتے تھے ناصح [illegible] — [illegible] بھی حق ادا نہوا
یہ بھی کوئی ناز تھی اپنی — [illegible] سہو تک ادا نہوا
ہو بھلا تیرے ہی اس نزاکت کا — سر ہی دھڑ سے مرے جدا نہوا
نہ چھٹا اون کا ربط دشمن سے — نہوا میرا فیصلا نہوا
عنصروں سے رکی نہ جانِ حزیں — چار کے بس کا دم مرا نہوا
لیکے بیٹھے شکایتیں میری — ختم محشر [illegible] بھی گلا نہوا
اوسنے پامال یوں کیا مجھکو — سبزہ [illegible] تک ہرا نہوا
دلنے بھی اب تو پھیر لی آنکھیں — اپنا بھی اپنے کام کا نہوا
کیسا دہبا تھا خونِ ناحق کا — دامنِ یار سے جدا نہوا
درد فرقت بھی اُٹھکے بیٹھیگا — نہ ہوا میرا دم ہوا نہوا
تھا وہ ثابت قدم غبار مرا — اوسکے قدموں ہی سے جدا نہوا
اور پھر کس کو منہ دکھائیں ہم — تو ہی جب صورت آشنا نہوا
منتیں سو طرح سے کیں اُسکی — کسی صورت مرا بھلا نہوا
تھا ملاحت تھی حسنِ جاناں میں — خط بھی نکلا تو بے مزا نہوا

اُٹھ گیا پیر میکدہ ہیکش
ہائے میرا ہی دم فنا نہوا

قوارد
کب [illegible] کبھو
آج ہے [illegible]
ہوسکے کس [illegible]
حد سے بڑھ جائیگی اب [illegible]

[illegible] ایسے دوستانہ ہوا — اِک جہاں میں مرا فسانہ ہوا
پھر قفس میں چھپے سوچے [illegible] — [illegible] وہ بیار ہی روا نہ ہوا
جمنے دیگا وہ زمیں پر کسطرح [illegible] پاس آتے

مارا ہمکو ترے تغافل نے
مفت میں موت کا بہانہ ہوا

ایک تنکا نظر میں نہیں آتا
کیسا برباد آشیانہ ہوا

چھوڑنے ہی کو تھا ہمیں صیاد
ہائے کب ختم آب و دانہ ہوا

توسنِ عمر کی روانی کو
سرعتِ نبض تازیانہ ہوا

مجکو جو پوچھتا ہے کہتے ہیں وہ
مرگیا وہ تو اِک زمانہ ہوا

ایک خلقت کی بجھگئیں آنکھیں
جسطرف کو وہ بت ر...

ہے نزاکت بھی قتل کی دشمن
تیغ اوٹھائی کہ درد ش...

ابتو ہم بھی چمن سے جاتے ہیں
آئینگے پھر ... آب و دانہ ہوا

رحمتِ حق برستی ہے میکش
جب سے گھر میں شرابخانہ ہوا

دل اپنا ہی نہ تھا وہ گیا تو ملال کیا
جو چیز جا چکی کریں اوسکا خیال کیا

تم خوب جانتے ہو مرے دل کا مدعا
صورت سوال ہوں میں کرونگا سوال کیا

میں ناوکِ نگاہ سے زخمی تو ہو چکا +
ابرو تمہاری اور کریگی ... میں زہر

ہنسکر دکھادو پھر دُرِ دندان کی جھلک
رہ جب کے گھر میں موتیوں کا بھب میں زہر

زخموں نے تیغِ ناز کے گل تو کھلادیئے
پوچھو تو اس سے اور کہہ کباب میں زہر

پیرِ فلک گھٹا بھی شفق بھی یہ خوب ہے
کمبل جو اوڑھتے ہو شیشہ گلاب میں زہر

بے سود کسطرح سے نہو نخلِ آرزو
جسپر ثمر نہ آئے خبث پیکر جواب میں زہر

عالم میں کچھ نہیں ہے سوائے وجودِ حق
اِس مسئلہ حیواں مرے حساب میں زہر

پورا کرو خدا کے لیئے وعدۂ وصال
جب کہ زیست ہی ابتو ترس عتاب میں زہر

ملال کیا
لال لال کیا

ہنسکر نمک چھڑک گیا کچھ وہ ملیح رنگ
زخم ہونگا میرے اور ہوا اندمال کیا

جب غیر حق نہیں ہے تو پھر کیا قرب و بعد
کیا چیز اتصال ہے ہے انفصال کیا

میں مر رہا ہوں تم پہ فدا تم ہو غیر پر
میرا خیال کیا ہے تمہارا خیال کیا

نا ہی الٹی جاتی ہے گردش سے چشم کی
دیکھو تو پھر ڈھار رہا ہے یہ غزال کیا

... کسی کبھیڑ ہے بازار حشر میں
خلوت سے نکلا ہے مرا یوسف جمال کیا

عنصر و ... ے

میکش ہم اپنے دل کے سوا جانتے نہیں
کیا ساغر بلور ہے جام سفال کیا

اوصاف یار منہ سے بیاں ہو مجال کیا
اوس بے مثال کی کوئی دیگا مثال کیا

دل ہو چکا پسند تو قیمت بھی ہو عطا
باقی رہی ہے اور بھی اب دیکھ بھال کیا

دن مبدء و معاش کے اچھے گذر گئے
اس فکر میں ہوں دیکھئے اب ہو مآل کیا

... ے جلا دیئے لب نازک نے یار کے
اس سے زیادہ اور ہے سحر حلال کیا

... ہے جان و دل وہی دشمن بنے مرا
قسمت میں لکھدیا ہے یہ اے ذوالجلال کیا

اور ... کے فریب میں آتے ہیں حق پرست
لائے گی دام میں انہیں یہ پیر زال کیا

... کب کیوں منتیں ہے چاروں طرف سے ہجوم یاس
یہ میری جانپر ہے اسے تیرے وبال کیا

آج ہے ... ملاحت طرح مان لوں
وہ دل نہ تھا تو تمنے کیا پائے مال کیا

ہو سکے کس ... ری جان محال ہے
پامال کر دیا تو کیا یہ کمال کیا

حد سے بڑھ جائیگی ... ہے بوریا خراب
جسمیں نہ کیف و ذوق ہو وہ وجد و حال کیا

پھر تنفس میں چھپے سوچے ہے ... کھینچدی
دیکھو تو رنگ لائی ہے گرد ملال کیا

جسنے دیگا وہ زمیں پر کسطرح ...
جس سے بیان حشر ہو وہ چال ڈھال کیا

یف ایک شب کی گوارا کرو کہیں
ری جبیں کے سامنے کیا ماہ بدر ہے
عبد چلا جا کوچہ میں اوس بت کے بیدھڑک
ہنکر قفس سے جائینگے گلشن میں ہمصفیر
دآپ جان جاؤ گے آئینگے جب وہ دن
یونکر یقیں کروں کہ دل خوں شدہ نہیں

مرنیکے بعد ہوگا مریگاں وصال کیا
ابرو کے سامنے تری ہے یہ ہلال کیا
ڈرتا ہے الچی کو بھی ہے کچھ زوال کیا
ہونگے کبھی نہ قابل پرواز بال کیا
کمسن ہو کیا بتاؤں ہے غنج و دلال کیا
دکہلاؤ تو یہ آئینہ میں ہے لال لال کیا

میکش بلاکشوں کو نہیں اس سے کچھ غرض
کس شے کو دور و کہتے ہیں اور ہے زلال کیا

کی دیر و حرم میں ہمنے اوسکی جستجو کیا کیا
چڑھا دیتی ہے الفت پردہ عصمت کو جھنڈے پر
بہار آتے ہی ہیرستونکو سوجھی بادہ نوشی کی
ذاتِ کو ممکن پھر گل کھلائیگی نئے شیریں
یسی جانب چلا جا او دل ناکام پہلو سے
دکہانے کے نہیں لائق کچھ ایسے تیر کھائے ہیں
گنہگاروں کی حالت دید کے قابل ہے محشر میں
نظر میں آگیا عکسِ جمال شان لاہوتی
مصیبت نہیں ممکن شمارہ انکا قیامت تک
بہارِ باغ کیا ہے اپنے دل کو دیکھ لے غافل
قفس کی تیلیاں تو گن رہے ہیں ایک ...

خدا شاہد ہے آوارہ پھرے ہیں چارسو کیا کیا
زلیخا پھاڑ کر دامن ہوئی بے آبرو کیا کیا
شکست توبہ نے توڑ دا دیکھے ظرف وضو ...
... ں زہر
خبر بھی ہے تجھے یہ رنگ لائیگی ا...
...اب میں زہر
خدا جانے کہ آوارہ کرے گا ...
...ب میں زہر
لڑی ہے خواب میں آکر و... ...ہر کباب میں زہر
دلاتے ... ...ہے ...شیشہ گلاب میں زہر
تری صورت دک... ...جھٹ پیکر جواب میں زہر
بلا میں آنی ... ...حیوان مرے حساب میں زہر
یہ غنچے تیرز یست ہی اتو ترمو عتاب میں زہر
گیا ...

ز فورِ گریہ نے پھیرا ہے پانی رازِ الفت پر
تری محفل میں رو کر ہم ہوئے بے آبرو کیا کیا

خبر اڑتی سی ہے کچھ وہ مرے گھر آنے والے ہیں
شگوفے لا رہا ہے دل میں نخلِ آرزو کیا کیا

طبیعت اوس ستمگر کی مکدر ہوتی جاتی ہے
خدا جانے مری جانب سے کہتے ہیں عدو کیا کیا

غزل میکش کی تھی یادورِ صہبائی معانی تھا
مجائی تدرح نوشانِ دکن نے ہائے ہو کیا کیا

ہوا ہے جلوہ گر عالم میں وہ حسن انکو کیا کیا
خدا کی شان دیکھو پھر رہے ہیں خوبرو کیا کیا

جدھر جاتے ہیں وہ خلق خدا پامال ہوتی ہے
سمندِ ناز جولاں کر رہا ہے چارسو کیا کیا

اگر ہو آنکھ یہ بخیہ گری ہے دید کے قابل
کیا ہے حق نے پیوندِ عناصر کو رفو کیا کیا

بہت کچھ مجھ پہ اے چشمِ فسونگر تیرے احساں ہیں
دکھایا تو نے کیا کیا اور دکھا دیتی ہے تو کیا کیا

شفق بنتا ہے گردِ دل پہ رخا بنتا ہی ہاتھو نہیں
شہیدونکا تمہارے رنگ لاتا ہے لہو کیا کیا

تصور رات دن پیرِ مغاں کا دلمیں رکھتے ہیں
مزے دکھلاتا ہے مستونکو شغلِ رابطو کیا کیا

ب یہ ہے کہ وہ بیٹا اپنے پرانے نہیں دیتا
بہانے ڈھونڈھ لیتا ہے یہ نفسِ حیلہ جو کیا کیا

اور [illegible] ہے گردوں سنتی ہی کیا وقت ہنوشی
صراحی سے تو پوچھو کہتے ہیں جام و سبو کیا کیا

منتیں [illegible] اے کہہ رہے ہیں نعشِ عاشق پہ
مرے ناشاد دلمیں لیہلا تو آرزو کیا کیا

[illegible] تا ملاحت [illegible] ناچنے والا حسینوں کا
ٹلے ہیں میری نظروں میں جہانکے خوبرو کیا کیا

آج ہے [illegible] ہم پلا ترسانہ اے ساقی
ادھر تو دیکھ لہریں لے رہا ہے آب جو کیا کیا

ہو سکے کس [illegible] رو گھر سے اک قیامت ہے
نقیبانِ ادا آتے ہیں کہتے طرہ و کیا کیا

حد سے بڑھ جائیگی [illegible] یار کی باتیں
کسی رندے سے پوچھو کرتا ہے وہ گفتگو کیا کیا

پھر قفس میں چھپے سوچے [illegible] مجنوں کے
کریگی سوزنِ خارِ مغیلاں تو رفو کیا کیا

جمنے دیگا وہ زمیں پر کسطرح [illegible]

منظر بازانِ معنی ہی کی آنکھیں کچھ بتائیں گی
لب بام آکے جلوے کرتا ہے وہ ماہرو کیا کیا

سبیلیں مے کی رکھی جا رہی ہیں قبر میکش پر
کیے ہیں جمع لاکر شیشہ و جام و سبو کیا کیا

ردیف بائے موحدہ

کیوں نہ دیکھے عاشقِ دلگیر خوب
ہے بُتِ مغرور کی تصویر خوب

نفس کی جتنی حدیں ہیں ٹوٹ جائیں
دل بنے جسمیں وہ ہے تعمیر خوب

اپنی محفل سے اُسے اُٹھوا دیا +
تمنے عاشق کی یہ کی توقیر خوب

پھر ہوئی اُنکی عدو سے چھیڑ چھاڑ
رنگ اب بدلے گا چرخِ پیر خوب

ملک دل کو چاٹ ہی جائے گا عشق
ہاتھ آئی اسکے یہ جاگیر خوب

شکر ہے آخر وہ اپنے بن گئے
تھی مری بگڑی ہوئی تقدیر خوب

کٹ چکے اس سے گلے عشاق کے
گھر سے لیکر آئے ہو شمشیر خوب

حشر تک تم پاس آنے کے نہیں
خواب کی میرے ہے یہ تعبیر خوب

...یں زہر
...ساب میں زہر
...اب میں زہر
...ہر کباب میں زہر
...شیشہ گلاب میں زہر
...جھٹ پیکر جواب میں زہر

پیر میخانہ بنایا خلق نے
ترے میکش کی ہوئی توقیر خوب

ردیف تائے ثنات فوقانیہ

محفل میں آج کیوں نہ ہو عشرت فضائے بسنت
...گتا ہے دامنہ حیواں مرے حساب میں زہر

کر دے گی آکے مست جوانانِ باغ کو
کب تھا ہے زیست ہی اتو ترے عتاب میں زہر

سرسوں کے پھول گڑوے نہیں ہے کیسری لباس
ہے موسم بہار یہ ہے رُت بسنت کی
ہیں زرد پوش جتنے حسینان باغ ہیں
خیری چنبیلی - اشرفی - گیندے پہ رنگ ہے

نکلا ہے ایکے گھر سے ہر اک فتنہ زا بسنت
چاروں طرف چمن میں ہے جلوہ نما بسنت
پہنا گئی ہے سبکو بسنتی قبا بسنت
گلشن میں زعفران سے ہوئی پر فضا بسنت

میکش شراب سرخ ہے ہمرنگ زعفراں
اعجاز کر رہی ہے یہ دیکھو تو کیا بسنت

مجھسا نہ ملے گا کوئی مدہوش محبت
مجبور تھا منصور نہ کہتا وہ انا الحق
مر کر بھی نہ بھولوں گا کبھی یاد تمہاری
[illegible] کیا شب بھر میں انہیں رحم نہ آیا
دے دی سے جاں شمع پہ پروانے نے دیدی
بے چلا جاتا ہے دن رات برابر
اور [illegible] کھیلو نہ ترے عشق میں قاتل
منتیں [illegible] یاد دونگا یہ کیا تمکو یقیں ہے
تیرا ملاحت [illegible] یہ سب داغ جگر کے
[illegible] نے تمہاری

کب [illegible]
آج ہے [illegible]
ہو سکے کس [illegible]
حد سے بڑھ جائیگی [illegible]
پھر قفس میں چھپے سوچے ہم [illegible]
جینے دیگا وہ زمیں پر کسطرح

میکش ہوں مرا نام ہے مے نوش محبت
رکتا نہیں روکے سے مگر جوشِ محبت
مرقد میں بھی چھپکر نہوں پوشش محبت
فریاد مری پہونچی نہ تا گوشِ محبت
لیکن نہ کیا دا لب خاموشِ محبت
کچھ حد بھی ہے اللہ رے تن توشِ محبت
جانباز ہوا کرتے ہیں جاں کوشِ محبت
دشمن نہیں میں ہوں جو فراموشِ محبت
عالم میں لقب ہے مرا گل پوشِ محبت
ہر سو لئے پھرتا ہے مجھے جوشِ محبت

[illegible] ئے عشق بتاں سے ہے وہ دن رات
[illegible] کوئی ہوگا نہ مدہوش محبت

ردیف جیم تازی

پسند آئے کیونکر نہ اون کا مزاج
طبیعت ہے سادی ہے سیدھا مزاج

بدل جائے جو آن کی آن میں
نہیں رکھتے ایجان ایسا مزاج

خدا جانے تم کیسے ہو آدمی ؞
نہیں پایا پڑتا تمہارا مزاج

ہمیں بھی رنگو اپنے ہی رنگ میں
رنگیلے ہو تم ہے رنگیلا مزاج

جو کچھ کہتا ہوں مان لیتے ہیں وہ
خدا رکھے ہے کتنا اچھا مزاج

یہی مجکو حسرت رہی عمر بھر
کبھی اونے آکر نہ پوچھا مزاج

وہ انسان جو بارِ امانت اُٹھائے
غضب ہے کہ اوسکا ہو بودا مزاج

کہیں غیر بہکا ندیں پھر تمہیں
ہو تم بھولے بھالے ہے بھولا مزاج

ستم ہے ملائیں وہ غیروں سے ہاتھ
عدو پوچھیں آکے انکا مزاج

کسیدن نہ یہ ساغر مے چھٹا
تمہارا ہی میکش نہ بدلا مزاج

ردیف دال مہملہ

قبر پر کرتا وہ کیا آکے جفا میرے بعد
ایک سے بھی نہ ہوئی زمزمہ سنجی مجھسی
کیا عجب ہے جو اثر سوگ کا رنگ اپنا لائے
دیکھہ لینا کہ بہت فتنے اُٹھائینگے رقیب

ہیں زہر
نناب میں زہر
اب میں زہر
ہر کباب میں زہر
یار کو یہاں ہجر شیشہ گلاب میں زہر
اُکھڑی مرغابی جھٹ پیکر حباب میں زہر
نیلا ہو جا یہ حیواں سرے حباب میں زہر
گلشن ہے زیست ہی اتو ترسو عتاب میں زہر

جسطرح ہیں ملامتی میں مزا تو جب ہے
غیر بھی ہوں یونہیں پامالِ جفا میرے بعد

قبر پر شربتِ دیدار پلانے آئے
لیکے آئے ہیں وہ اب میری دوا میرے بعد

یاد آتے ہیں مری آہ کے جھونکے اِس کو
کیوں نہو خاک بسر بادِ صبا میرے بعد

ایکدن عاشقِ مسکیں کی لحد پر آتے
ہائے اتنا بھی تو تمسے نہوا میرے بعد

کوچۂ یار میں چکرانے لگا اُٹھتے ہی
خاک سے میری بگولا جو بنا میرے بعد

میری میت پہ حسینوں نے گریباں پھاڑے
دیر تک ہوتا رہا شور و بکا میرے بعد

جیتے جی تو نہ کیا یاد کسی نے اِک دن
ڈھونڈتے پھرتے ہیں مجھکو رفقا میرے بعد

قدرِ عاشق کی ہوئی کان کھلے جب اُنکے
کان تک پہونچی نہ جب آہ و بکا میرے بعد

نغمہ سنجانِ قفس میرے ہی دم تک تھے اسیر
سبکو صیاد نے پھر چھوڑ دیا میرے بعد

...ری سی شکل سہی ہیں تو نہونگا اصلا
مجھسے گولا کہہ بنائیگا خدا میرے بعد

دل شکستہ ہوئے میخوار تھے جتنے میکش
میکدے میں بھی وہ جلسہ نرہا میرے بعد

ردیف رائے مہملہ

... آئینہ سا کر
ادہمیں صورت دیکھا کر

ہوسکے کس ... راز دی اپنی اے یار
اتنا میرا کہنا کر

حد سے بڑھ جائیگی ... کچھ تہا پاس
اب بیٹھا پچھتایا کر

پھر قفس میں چھپے سوچیے ... م کی دیر
جو تجھکو ہو کرنا کر

جمنے دیگا وہ زمیں پر کسطرح ... گڑے
کچھ تو فکر عقبےٰ کر

ہوں سننے والے بیزار
تو اپنی ہی گایا کر

بلجائیگی سیدھی راہ
نفس کو اپنے سیدھا کر

حق سے ہوگی آگاہی
چشم حق بیں پیدا کر

پھل پانا ہے گر تجھکو
تخم نیکی بویا کر

جو کچھہ بولے تجھکو نفس
سن بے سنکر الٹا کر

کہہ محرم سے دلکا بھید
نامحرم سے پردا کر

دلمیں آکرے دل کو
بیٹھ کلیجا ٹھنڈا کر

سب بر آئینگے مقصد
دلمیں اس تیکے جاکر

گرطالب ہے مولا کا
اپنی ہستی میٹا کر

کونے میں بیٹھا میکش
دخت رز کو تاکا کر

پلا نہ ڈال کے ظالم مجھے شراب میں زہر
نہ دے خدا کے لئے عالم شباب میں زہر

ہر ایک بات میں تیری ہے سم کی خاصیت
ہر ایک لفظ ہے واعظ تری کتاب میں زہر

مصیبتوں سے کٹی رات تیرے زجمنی کی
بھرا ہوا تھا مگر قرص ماہتاب میں زہر

میں خون پیتا ہوں اپنا شراب کے بدلے
عوض نمک کے ملاتا ہوں ہر کباب میں زہر

تو عندلیب سے خون بہائے گل نہ سمجھ
گلاب اب ہے ہر اک شیشہ گلاب میں زہر

رقم کریں وہ انہیں کیا خاک آرزو دل کی
وہ بھیجدیتے ہیں جھٹ میکر جواب میں زہر

ہوئی ہے ہجر میں کسدرجہ جان شیریں تلخ
ہے آب چشمہ حیواں مرے حساب میں زہر

خدا کے واسطے کر مجکو قتل اے ظالم۔
ہوئی ہے زیست ہی اتنو ترو عتاب میں زہر

عجب نہیں کہ ہو تعبیر اسکی شربت وصل
ہمیں پسند وہی ہے جو دیں وہ کر کے پسند
اُمید قطع ہوئی جب تمہارے آنے کی
وہ بزم غیر میں دیتا نہ اُٹھکے یوں ساغ
بھرا ہے زہر ان آنکھوں نیں دیکھ الٹ گھونگٹ
اُلٹ دیا اُنہیں دیکھا جو اُٹھکے موجوں نے

پلا گیا ہے کوئی آ کے ہمکو خواب میں زہر
نہ کچھ ثواب میں لذت نہ کچھ عذاب میں زا
اُٹھا کے پی لیا عاشق نے اضطراب میں ز
سمجھتا ہوں کہ ملایا گیا شراب میں زہ
چھپائے بیٹھا ہے وہ فتنہ گر نقاب میں زہ
فلک نے ڈالا تھا ہر کاسۂ حباب میں زہ

ماشہ

پسند کیوں نہیں آتی یہ شیخ کو میکش
تمہیں بتاؤ ہے کیا دخت آفتاب میں زہر

دیکھتے کیا اوسے مخلوق سے تنہا ہو کر
شاد اکدن نہ ہوئے ہم ترے شیدا ہو کر
میں بھی کیا کیا نہوا خلق میں کیا کیا ہو کر
یہ شرف عالم امکاں میں ملا ہے کس کو
قابلِ سجدہ ہیں یہ جتنی ہیں تصویر گگلی
خاکساری سے کبھی سر نہ اُٹھایا ہم نے
آنکھ سے اونکا تصور نہ گیا بعدِ فنا
دامن حسن کے پُرزے نہ اُڑیں او یوسف
پیچ سے زلف کے چھوٹا نہ دلِ وارفتہ
نہ سمجھا عاشقِ ناشاد رہا او قاتل
کارگر ہوتا اگر نقش محبت اپنا

کثرتِ خلق رہی آنکھ پہ پروا ہو کر
مار ہی ڈالا ہمیں تو نے مسیحا ہو کر
سمٹا ذروں میں کبھی پھیلا ہوں دریا ہو کر
عرش پر پہونچا بشر خاک کا پُتلا ہو کر
کوئی آیا ہے یہاں خاک کا پُتلا ہو کر
خاک میں ملتے رہے نقشِ کفِ پا ہو کر
مژۂ چشم مری رہگئی تیغا ہو کر
عشق بڑھتا ہے مرا دستِ زلیخا ہو کر
غیر کا ہو گیا کمبخت ہمارا ہو کر
کھو دیا کام ترے ہاتھ نے جھوٹا ہو کر
دل معشوق سے اڑ جاتا نہ خاکا ہو کر

مجکو تلوار دکھاتے ہیں مسیحا ہوکر
وہن گور کے کام آونگا حلوا ہوکر
چاندنی رات میں نکلے ہو چھلاوا ہوکر
اشک آنکھو نے برسنے لگا جھالا ہوکر
چاہ بابل میں گرا چاہنے والا ہوکر
آدمی کام کا ہوتا ہے نکما ہوکر
نیند تک آنکھ سے اڑ جاتی ہے عنقا ہوکر
ناز بیمار سے کرتے ہو مسیحا ہوکر
ناوکِ ناز ہے رہجائے تمنا ہوکر
باغ جنت میں چلا جائے گا طوبیٰ ہوکر
گر گیا یار کی نظروں سے بھی ہلکا ہوکر
مری مٹی بھی ہوئی چینسر گھروندا ہوکر
اشک پھیلے ہیں مرے دامن دریا ہوکر

ہو کے ابرو سے مشابہ لب اعجاز نما
ذائقہ رکھتی ہے اک تلخ مزاجی میری
ب ستم اور بھی ڈھاؤ گے خدا خیر کرے
دم گھٹا جاتا ہے اف رے دم فرقت کی نگاہ
سن کے دام سے ہاروت نہ چھوٹا ہے ہے
ہے وہ بیکار جو بیکار رہا الفت میں
اک مصیبت سی مصیبت ہے شب تار عراق
و چکی شربت دیدار پلاؤ مجکو
ت اچھی نہیں جو ہو دل عاشق حنالی
امت یار کا سایہ بھی نہ ٹھیرے گا یہاں
و گیا آتنا سبک اپنا تن کاہیدہ
اک سے بعد فنا طفل حسیں کھیلتے ہیں
شت شونامۂ اعمال کی اچھی ہوگی

میکش اک مست کی آنکھوں نے کیا مست مجھے
رنگ لایا ہے مرا نشہ دوبالا ہوکر

ردیف رائے ہندی

روح کے قصر بنا قفس کی تعمیر میں توڑ
تیغ کیوں یار نے دی پڑھتے ہی تکبیر میں توڑ

ی نکلیں جو نہیں دلمیں وہ تصویریں توڑ
ں سے ہاتھ اٹھایا دوسے کہ آیا خیال

پھر وہی دشتِ نوردی کی بہری سہر میں ہوا
پھر ترے وحشی نے چلے پاؤں کی زنجیریں توڑ

میں یہ کہتا نہیں کر میرے سخن کی تائید
بے سبب بھی تو نہ ظالم مری تقریریں توڑ

سخت جانی مری کچھہ ہونے نہ دیگی قاتل
رحم کر اپنے پہ کہ بیکار نہ شمشیریں توڑ

بے مقدر کے کوئی کام نہیں بنتا ہے
اُف رے تقدیر کہ دی سب ہی تدبیریں توڑ

ہاں نشہ حسن کہ ہوں اہل خرد دیوانے
منصب عشق بڑھا عقل کی جاگیریں توڑ

بند و گھہ میکش بدمست کو اے ساقی دہر
بھاگ جائے نہ کہیں پانوں کی زنجیریں توڑ

ردیف لام

یارب جدا انہوں کبھی اپنے وطن سے پھول
آوارہ ہوگئے ہیں نکلکر چمن سے پھول

پھولو نہیں وہ کہاں ہے جو کچھہ ادہمی بات ہے
کیا منہ ملائینگے کسی غنچہ دہن سے پھول

مرقد میں لیکے جاؤنگا داغوں کی یہ بہار
ہونگے جدا نہ اب کبھی میرے بدن سے پھول

ہونگے سبک وہ پلۂ جاناں کے سامنے
کیوں بحث کرتے ہیں مرے نازک بدن سے پھول

ہوتا ہے یہ گماں مری رنگین نظم پر
اُترے ہیں تازہ شاخِ نہالِ سخن سے پھول

دامن چڑائے خارِ بیابانِ کفر سے
لایا ہوں چنکے باغِ رسولِ زمن سے پھول

مدت ہوئی کہ شگفتی لوحِ مزارِ قیس
پھر بھی صبا چڑھاتی ہے لاکے بن سے پھول

اس رنگ سے وہ دستِ حنائی ہیں آشکار
شاخوں پہ زیب دیتے ہیں جس بانکپن سے پھول

کیونکر نہ ناز ہو مجھے میں ہوں شہیدِ ناز
خوشرنگ ہوگئے کیا مرے خونی کفن کے پھول

حاصل نہ دبو نفس سے ہوگا گلِ مُراد
آتے ہیں کسکو ہاتھ یدِ اہرمن سے پھول

گلچیں بوستانِ خیالی ہے مری طبع
دیکھو تو لیکے آیا ہوں میں کس چمن سے پھول

بستر پہ اوسکے صبحکو پھینکو اوٹھا کے میں
نکلیں کبھی تو یوں مرے بیت الحزن سے پھول

ظاہر ہے یہ نکلکے پلٹتے نہیں کبھی
موتی عدن سے لعل یمن سے چمن سے پھول

وہ جوش فصل گل ہے چمن میں کہ الاماں
گرتے ہیں آشیانۂ زاغ و زغن سے پھول

دلمیں نہاں ہیں داغ غم پیر میکدہ
میکش یہ لاتے آئے ہیں باغِ دکن سے پھول

ردیف نون

ہوئے نظروں سے غائب تھے جو اپنے غمگساروں میں
کہاں جائیں کہ جی لگتا نہیں ہے چار یارونمیں

گئے وہ دن کہ میکش مے اوڑاتے تھے ہزارونمیں
حجاب آتا ہے اب کیا آکے بیٹھیں بادہ خوارونمیں

شمار ایک عمر تک اپنا رہا ہے بادہ خوارونمیں
ضعیفی میں لکھائیں نام کیا پرہیزگارونمیں

گھٹا کے شامیانے تن چکے ہیں سبزہ زارونمیں
بہار آئی ہے جلسے ہو رہے ہیں بادہ خوارونمیں

وہ ایسے ویسے کب ہیں ہم ہیں جیسے جاں نثاروں میں
کروروں میں وہ لاثانی ہیں یکتا ہیں ہزارونمیں

الٰہی کیسی یہ ہلچل پڑی ہے بادہ خوارونمیں
جگہ توبہ کو بھی ملتی نہیں پرہیزگارونمیں

بتاؤ تو پڑھیگا فاتحہ کوئی کہاں آکر
کہ میری خاک اوڑ کر جا ملی ہے سو مزارونمیں

کٹی ہیں جنکی راتیں تارے گنتے بعد مرنے کے
انہیں کیا خاک پھر نیند آئے گی مزارونمیں

بتاؤں کیا کہ یہ حسرت بھرا کسکا جنازہ ہے
اوسکی ہے یہ میت تھا جو تیرے جاں نثارونمیں

مگر ہم کیوں نہ ہوتا ہمپہ چشم مست ساقی کا
کہ ہم بھی تھے نظر سے تیرے امیدوارونمیں

قدح دیکھے تو ساقیِ ازل کا فیض پیالہ
مئے حسرت کا سے پڑتے ہیں لالہ زارونمیں

ہے چاروں سمت اُس سفاک کے مجمع رقیبوں کا
صدا آتی ہے یہہ ہر کانیں شہر خموشاں سے
حجاب اونکو کبھی مانع نہو گا یہ تو ظاہر ہے
وہ دن اب ہیں کہ سَو سَو بار کہنے پر نہیں سُنتے
شب ہجراں کا خواہاں اس زمانے میں نہیں کوئی
نہو کیوں اسکی حالت آجکل بیمار سے بدتر
گنہگاروں کو بخشیگا خدائے پاک اے زاہد
لگاتے ہیں وہ اک آتش جلا دیتے ہیں سینے کو
عدو سے جا ملا وہ بُت جو مجھپر جان دیتا تھا
کسی صورت حسینوں کے کلیجے سے تو لگ جاتے
کبھی رازِ دروں اپنا چھپاتے تھے نہ وہ ہم سے
دل عاشق سے اب ملتا ہے ہر اک پھول لالے کا
غم پیر مغاں کس طرح میکش جائے گا دل سے

گھرا بیٹھا ہے یوں جس طرح کوئی گل ہو خاروں میں
قیامت کو اُٹھینگے یہ جو سوتے ہیں مزاروں میں
کرینگے ذبح مجکو وہ نہ چوکینگے ہزاروں میں
ہماری بات پہلے وہ سمجھتے تھے اشاروں میں
جگہ ملتی ہے اسکو بھی ہی آفت کے ماروں میں
ہے نرگس بھی تمہاری آنکھ کے بیماروں میں
بھلی کہتا ہوں تجھسے اب بھی جا مل بادہ خواروں میں
جسے ہوں داغ کہانے جا کے بیٹھے گلعذاروں میں
الٰہی انقلاب آیا ہے یہ کیا ستاروں میں
دل عشاق گل بنکر ہی گندھتے کاش ہاروں میں
خدا کی شان اب ہم ہو گئے بے اعتباروں میں
ہمارے داغ کے سکے جمے ہیں لالہ زاروں میں
وہ ہے خلد بریں میں ہم ہیں جیسے
پھول
ہے پھول
سے پھول

شراب عشق کی مستی نے کھوئے مذہب وملت
وگرنہ ہم بھی تھے میکش کبھی زنار داروں میں

سوکھ جائے جو یہ وہ دریا نہیں
عشق ہے اک درد سر اچھا نہیں
ایک ہی جھپکی میں آنکھیں مچگئیں
چھپتے ہیں نامحرموں سے وہ مدام

فیض مردانِ خدا رکتا نہیں ہے پھول
سود ہو جسمیں یہہ وہ سودا نہیں ہے پھول
حضرت موسیٰ نے کچھ دیکھا نہیں ہے پھول
دیکھنے والوں سے کچھ پردا نہیں ہے پھول

بے سبب بگڑے ہو مجھسے کس لئے
روٹھہ جانا یوں بہی تو اچھا نہیں

کیوں تعلق قتل ہو کر چھوڑ دیں
یار نے تسمہ لگا رکھا نہیں

حشر کو اندھا اُٹھیگا وہ ضرور
جس نے دنیا میں تجھے دیکھا نہیں

یوں شہادت میں وہ آئے غیب سے
رنگ و روغن کچھہ بہی تو بدلا نہیں

ہو وہ اک صورت اسی صورت کی ہے
آئینہ تونے ابہی دیکھا نہیں

ہست ہوتے ہیں عدم کے واسطے
یہہ معما ہی کبہی کہلتا نہیں

کسنے پھینکے دل پہ ڈھیلے آنکھہ کے
تونے گر یہ آئینہ توڑا نہیں۔

ملگیا جسکو یہاں تیرا پتا
پہر پتا اوسکا کہیں ملتا نہیں

چھوڑ بیٹھا وہ ستمگر ہمکو ہائے
ہمنے جسکو آج تک چھوڑا نہیں

عشق بازی میں ہیں لاکھوں دقتیں
کام اچھا ہے مگر اچھا نہیں

برملا پھرتے ہو تم کونین میں
کس جگہ ہمنے تمہیں دیکھا نہیں

جلوہ گر نورِ خدا ہے چارسو
آنکھہ سے پردہ مگر اُٹھتا نہیں

خوف کر میکش کہ ہے ماہِ صیام
اب بہی ساغر ہاتہ سے چھٹتا نہیں

یں اک ناسور ہے چھالا نہیں
کیا دکھائیں دیکھنے والا نہیں

عجب سر ڈوب ہیں داغِ جگر
باغمیں اس رنگ کا لالا نہیں

رتِ زاہد نہ بہا گو اتنی دور
زلف جاناں ہے کوئی کالا نہیں

وہی دل نے ربط زلفوں سے کیا
ہمنے مارِ آستیں پالا نہیں

ہائے کیونکر کٹے گی آج رات
شام سے وہ گیسوؤں والا نہیں

نالے بالے موت کو بھی دیدیئے — آپکا کہنا مگر ٹالا نہیں

نیم بسمل ہو کوئی نا اُمید — اوس نے خنجر ہاتھ سے ڈالا نہیں

صانع قدرت نے اب تک اے صنم — تجھسا سانچے میں کوئی ڈھالا نہیں

سارے عالم سے ہے دل اپنا بلند — اس سے اونچا عالم بالا نہیں

دور دورا ہے تمہاری آنکھ کا — کون ہے جو آج متوالا نہیں

تمنے جس دل کو بنایا ہے غلام — کیا وہ میرا ناز کا پالا نہیں

آتش سوزاں ہیں جتنے ہیں حسیں — کونسا آتش کا پرکالا نہیں

سوگ میں دشمن کے بالے بڑھ گئے — گردمہ کے ایک بھی ہالا نہیں

دل کے ہو جاتی ہے کیونکر آرپار — نوک مژگاں ہے کوئی بھالا نہیں

خضر کیا جانیں رہ الفت کی قدر — آپنے یہہ روگ ہی پالا نہیں

چشم میکش کی جھڑی کیونکر تھمی
ابر رحمت ہے کوئی جھالا نہیں

رگ و پے میں رواں ہے وہ آٹھ پہر کیطرح سے ہمسے جدا ہی نہیں
کھلی آنکھ تو ہمپہ یہ عقدہ کھلا جسے سمجھے ہیں سب وہ خدا ہی نہیں
تری ترچھی نظر نے یہ کام کیا رہا لوٹتا میں کہ کٹا نہ گلا
رکی چلتی ہوئی تری تیغ ادا مرا فیصلہ کچھ بھی ہوا ہی نہیں
کوئی ہمکو لگائے نہ آج گلے اسی بات پہ مجھسے جھگڑتے رہے
شب وصل وہ آکے چلے بھی گئے میرے دلکا تو داغ مٹا ہی نہیں
مجھے اچھی طرح سے وہ دیکھ چکا کہوں اور طبیب سے جاکے میں کیا

وہ مرض ہے یہ جسکا علاج نہیں یہ وہ درد ہے جسکی دوا ہی نہیں

تجھے طوفِ حرم کا تو شوق ہوا نہیں اسکی خبر ترے دل میں ہے کیا

نظر آئیگا شیخ نہ تجھکو خدا تو ہی آنکھ سے پردہ اٹھا ہی نہیں

جو نہیں جا کے میں باغ جہاں میں رہا میرے دل ہی کا رنگ کبھی نہ بنا

چلی لاکھ طرح سے نسیم و صبا یہ وہ غنچہ ہے جو کہ کھلا ہی نہیں

شب ہجر کا تیری ستایا ہوا کبھی قبر میں جا کے جو لیٹ گیا

اوسے تا بہ حشر اوٹھاتا رہا وہ تم ٹہلانے سے اسکے اُٹھا ہی نہیں

میری قبر پہ بوسے سے آ جو گئے تو وہ چرخ بریں سے یہ کہنے لگے

تو تو کہتا تھا جسنے مٹایا اسے یہ نشاں تو کبھی مٹا ہی نہیں

کوئی آفت بھی غیر پہ غم کی گھڑی کبھی لذت سوز بھی اوسکو ملی

ترے ہجر کی آگ نہ جسکو لگی یہ کہونگا کہ وہ تو جلا ہی نہیں

کیا حضرت پیر مغاں نے سفر کہاں جائیگا میکش خستہ جگر

ہوا ہو کا مقام جو میکدہ تھا کوئی جینے کا لطف رہا ہی نہیں

وہ ڈھنگ میں جس ہے وہ بے شجر میں
کیا خاک جچے کوئی نظر میں
خود سے اوسے دور ڈھونڈھتے ہیں
وہ جلی میں جان پھنس گئی ہے
کس درجہ بڑھی ہے وسعت چشم
کھول آنکھ ہے ذرہ ذرہ خورشید

رونق ہے اوسی سے بحر و بر میں
سودا ترے عشق کا ہے سر میں
عالم میں تلاش یار گھر میں
گہ دل میں ہے اور گہ جگر میں
عالم ہے حباب سا نظر میں
اک نور نہاں ہے اس گہر میں

کیا حسرت قتل اپنی نکلے
قہار کو جو رحیم کر دے
کیا صاف ہے دیکھو عارض یار
اوس سمت ہے جوش رحمت حق
صیاد سے التجا کریں کیا
عالم میں یہ تفرقے نہ پڑتے
مجنوں کو نہ کوس اپنے لیلے
عالم سے حسین دیکھ ڈالے
ہوں یکان تو انی انا اللہ
جس سانچے میں چاہے ڈھالدے وہ
اب وہ بھی نظر سے ہو گئی گم
ہو خیر مرے گلو کی یارب

تلوار ہی جب نہو کمر میں
تاثیر ہے ایسی چشم الم تر میں
یہ بات کہاں رخ قمر میں
کچھ اشک ادہر ہیں چشم تر میں
قوت ہی نہیں ہے بال و پر میں
تم چھپکے نہ بیٹھتے جو گھر میں
اُڑ جلائے گی خاک بحر و بر میں
ایک ایک کو تولا ہے نظر میں
اب بول رہا ہے ہر شجر میں
مٹی ہے دست کاسہ گر میں
جو خاک تہی کوے سیمبر میں
خنجر ہے دست ناسہ بر میں

مے یکنش جو چاہے آئے پی جلائے
میخانہ ہے اپنا رہگذر میں

یوں فروزاں ہے درم غسل وہ تن پانی میں
ننگا دیکھا جو تن زار غریق الفت
آبرو جو مرے اشکوں کی ہے تاروں کی نہیں
سینۂ موج پہ جو سانپ سے لہرانے لگے
آبلے ہیں یہ حباب لب جو جتنے ہیں

جیسے روشن ہو کوئی شمع لگن پانی میں
چادر موج نے پہنا یا کفن پانی میں
کہدو یہ ڈوب مرے چرخ کہن پانی میں
کسکے گیسو ہوئے ہیں سایہ فگن پانی میں
کوئی ڈوبا ہے مگر سوختہ تن پانی میں

چاند سے چہرہ سے گیسو تو ہٹاؤ دم غسل
خوف ہے مجکو نہ لگ جائے گہن پانی میں

قلزم ذاتِ خدا سے نہ سمجھ مجکو جدا
میں وہ قطرہ ہوں کہ ہے جسکا وطن پانی میں

سحر دریا پہ یہ اوس چشم غزالیں نے کیا
مردم آبی کو دکھلائے ہرن پانی میں

اشکوں نے ایک بھی چھوڑا نہ گل لخت جگر
بہگیا ہائے مرا سارا چمن پانی میں

عکس دندان ولب یار سے ظاہر یہ ہوا
ہیں بہم دُرِ عدن لعلِ یمن پانی میں

خون سے دل کے جو گلہائے مضامیں سینچے
مے گلرنگ ہو **مینکش** وہ سخن پانی میں

داغ کہاؤں کیوں نہ اوس گل پیرہن سے دور ہوں
بلبل شیدا ہوں میں لیکن چمن سے دور ہوں

ہمرہانِ منزلِ مقصود جا پہونچے ہیں سب
وائے ناکامی کہ یاران وطن سے دور ہوں

بیٹھنے دے چین سے کیونکر مجھے فریاد و آہ
جسمیں تم بیٹھے ہو میں اوس انجمن سے دور ہوں

بے تمہارے لاشۂ عاشق کی ہے مٹی ذلیل
جلد آجاؤ کہ میں گور و کفن سے دور ہوں

اضطراب قیس سنکر گہر میں لیلے نے کہا
اے مرے مجنوں کروں کیا میں تو بن سے دور ہوں

ساتھ ہراک کام میں رہتا ہے یہ نفسِ لعیں
وہ بھی دن ہوگا کہ میں اس راہزن سے دور ہوں

دور ہو جاؤں میں کل عالم سے ہو سکتا ہے یہ
یہ نہوگا جو رسولِ ذوالمنن سے دور ہوں

سوکھ کر کانٹا نہو کسطرح میرا جسم زار
ایک مدت سے بتانِ سیمتن سے دور ہوں

جان شیریں کو میں کچھ بات پر دیتا نہیں
ایسی باتو نہیں خیال کوہکن سے دور ہوں

پاس میں کیونکر پہونچ جاتا ہوں یارب وقت ظلم
دیکھنے کو تو بہت چرخ کہن سے دور ہوں

یاد کرتے ہونگے سب یارانِ ہم مشرب مجھے
آجکل دلی میں ہوں **مینکش** دکن سے دور ہوں

کیا حسرت قتل اپنی نکلے
تلوار رہی جب ہنوز کمر میں

قہار کو جو رحیم کر دے
تاثیر ہے ایسی چشم تر میں

کیا صاف ہے دیکھو عارض یار
یہ بات کہاں رخ قمر میں

اوس سمت ہے جوش رحمت حق
کچھ اشک ادھر ہیں چشم تر میں

صیاد سے التجا کریں کیا
قوت ہی نہیں ہے بال و پر میں

عالم میں یہ تفرقے نہ پڑتے
تم چھپکے نہ بیٹھتے جو گھر میں

مجنوں کو نہ کوس اپنے لیلے
اڑ جائے گی خاک بحر و بر میں

عالم کے حسین دیکھ ڈالے
ایک ایک کو تولا ہے نظر میں

ہوں کان تو انی انا اللہ
اب بول رہا ہے ہر شجر میں

جس سانچے میں چاہے ڈھال دے وہ
مٹی ہے دست کاسہ گر میں

اب وہ بھی نظر سے ہو گئی گم
جو خاک تھی کوے سیمبر میں

ہو خیر مرے گلو کی یارب
خنجر ہے ہر دست نامہ بر میں

میکش جو چاہے آئے پی جائے
میخانہ ہے اپنا رہگذر میں

یوں فروزاں ہے دم غسل وہ تن پانی میں
جیسے روشن ہو کوئی شمع لگن پانی میں

ننگا دیکھا جو تن زار غریق الفت
چادر موج نے پہنا یا کفن پانی میں

آبرو جو مرے اشکوں کی ہے تاروں کی نہیں
کھو دیا ڈوب کے مر چرخ کہن پانی میں

سینۂ موج پہ جو سانپ سے لہرانے لگے
کسکے گیسو ہوئے ہیں سایہ فگن پانی میں

آبلے ہیں یہ حباب لب جو جتنے ہیں
کوئی ڈوبا ہے مگر سوختہ تن پانی میں

چاند سے چہرہ سے گیسو تو ہٹاؤ دم غسل
خوف ہے مجکو نہ لگ جائے گہن پانی میں

قلزم ذاتِ خدا سے نہ سمجھ مجکو جدا
میں وہ قطرہ ہوں کہ ہے جسکا وطن پانی میں

سحرِ دریا پہ یہ اوس چشم غزالیں نے کیا
مردم آبی کو دکھلائے ہرن پانی میں

اشکوں نے ایک بھی چھوڑا نہ گلِ لختِ جگر
بھگیا ہائے مرا سارا چمن پانی میں

عکس دندان ولب یار سے ظاہر یہ ہوا
ہیں بہم دُرِ عدن لعلِ یمن پانی میں

خون سے دل کے جو گلہائے مضامیں سینچے
ہے گلزنگ ہو **میکش** وہ سخن پانی میں

داغ کھاؤں کیوں نہ اوس گل پیرہن سے دور ہوں
بلبل شیدا ہوں میں لیکن چمن سے دور ہوں

ہمرہان منزل مقصود جا پہونچے ہیں سب
وائے ناکامی کہ یاران وطن سے دور ہوں

بیٹھنے دے چین سے کیونکر مجھے فریاد و آہ
جسمیں تم بیٹھے ہو میں اوس انجمن سے دور ہوں

بے تمہارے لاشۂ عاشق کی ہے مٹی ذلیل
جلد آجاؤ کہ میں گور و کفن سے دور ہوں

اضطرابِ قیس سنکر گھر میں لیلے نے کہا
اے مرے مجنوں کروں کیا میں تو بن سے دور ہوں

ساتھ ہر اک کام میں رہتا ہے یہ نفسِ لعیں
وہ بھی دن ہوگا کہ میں اس اہرمن سے دور ہوں

دور ہو جاؤں میں کل عالم سے ہو سکتا ہے یہ
یہ نہوگا جو رسولِ ذوالمنن سے دور ہوں

سوکھ کر کانٹا نہو کسطرح میرا جسمِ زار
ایک مدت سے بتانِ سیمتن سے دور ہوں

جان شیریں کو میں کچھ بات پر دیتا نہیں
ایسی باتو نہیں خیال کوہکن سے دور ہوں

پاس میں کیونکر پہونچ جاتا ہوں یا رب وقتِ ظلم
دیکھنے کو تو بہت چرخ کہن سے دور ہوں

یاد کرتے ہونگے سب یارانِ ہم مشرب مجھے
آجکل دلی میں ہوں **میکش** کن سے دور ہوں

فغاں ہوں نالہ ہوں فریاد ہوں میں | کہیے عشق کی روداد ہوں میں
عدم میں گو کہ اب آباد ہوں میں | غنیمت ہے جو اونکو یاد ہوں میں
خیال خاطر صیاد ہوں میں | قفس میں ہوں مگر آزاد ہوں میں
نہ تڑپا عاشق ناشاد ہوں میں | ترے قبضے میں او جلاد ہوں میں
گلستان ارم ہے میرے دم سے | بہار گلشن شداد ہوں میں
مری صورت سے یہ ہوتا ہے ظاہر | کسی اوستاد کا ایجاد ہوں میں
مجھے حاصل ہے عشق نامرادی | دل خوں گشتۂ فرہاد ہوں میں
چھپاتے کیوں ہو مجھسے اپنی صورت | نہ مانی ہوں نہ کچھ بہزاد ہوں میں
نہ شے نادر مجھے سمجھیں جنت | خبر بھی ہے کہ آدم زاد ہوں میں
کبھی دو پھول میری بھی لحد پر | ترے کشتہ نہیں او جلاد ہوں میں
مقید رکھ نہ مجکو ذبح کر دے | اسی قابل اگر جلاد ہوں میں
مرے دم سے ہوا جو کچھ ہوا ہے | ظہور خلق کی بنیاد ہوں میں
مری بربادیاں بتلا رہی ہیں | کبھی ویرانہ میں آباد ہوں میں
مجھے بھولے ہوئے ہیں اہل زنداں | گرفتاری میں بھی آزاد ہوں میں
ہوا ویراں مکاں میرا تہیں کیا | تمہارے دل میں تو آباد ہوں میں
ہے رسوائی کا میری غل فلک پر | زمیں پر ہوں مگر برباد ہوں میں
رہے ہم نیمجاں او خنجر ناز | اسی پر کہتا تھا فولاد ہوں میں
ہوں پابند خیال رستگاری | آل گریۂ میلاد ہوں میں
یکایک سوئے ہستی آگیا ہوں | عدم آباد کی اُفتاد ہوں میں

مری نظروں میں ہے سب نقد معنی
پرکھنے والا ہوں نقاد ہوں میں

جسے کہتے تھے سب مسکین کا اوستاد
اوسی علوی کا خانہ زاد ہوں میں

واہ کیا دید ہے کیا دیکھتے ہیں
بت میں ہم شکل خدا دیکھتے ہیں

جو ترے رخ کی ضیا دیکھتے ہیں
جلوۂ شان خدا دیکھتے ہیں

ہر شبہ سے منزہ ہے عیاں
ذرہ میں رنگ صفا دیکھتے ہیں

سجدہ کرتے ہیں جسوقت کہیں
تیرا نقش کف پا دیکھتے ہیں

دیکھنے والوں سے پردہ کبتک
دیکھ لینے دے ذرا دیکھتے ہیں

تمنے یہ دن تو دکھائے ہمکو
اور دکھلاتے ہو کیا دیکھتے ہیں

داغ سینہ ہیں یہاں مد نظر
لوگ گلشن کی فضا دیکھتے ہیں

آب و گل ہی پہ نہیں اپنی نظر
اور کچھ اوسکے سوا دیکھتے ہیں

سامنے سے نہ سرک بہر خدا
ہمسے تو منہ نہ چھپا دیکھتے ہیں

غیر کے لب پہ ہیں ٹھنڈی آہیں
آج کچھ بدلی ہوا دیکھتے ہیں

سر بکف آئے اوس کوچہ میں (وہیں)
کیا دکھاتی ہے قضا دیکھتے ہیں

آنکھ جبدن سے کھلی ہے اپنی
ذرہ ذرہ میں خدا دیکھتے ہیں

جاتے ہیں میکدہ گھر سے مسکین
چرخ پر جبکہ گھٹا دیکھتے ہیں

جسمیں ایماں کے ذرہ ہیں وہ خاکا میں ہوں
سب کے پہلے جسے کھینچا ہے وہ نقشا میں ہوں

جنکی اک موج پہ عالم ہے وہ دریا میں ہوں
ساعت لازم ہیں نہاں جسمیں وہ قطرا میں ہوں

یہ سمجھتا ہے تو اک چھوٹا سا ذرا میں ہوں
یہ تو ظاہر ہے کہ اِک خاک کا پتلا میں ہوں
جسکا ثانی نہیں عالم میں وہ نقشا میں ہوں
دیکھہ لو خوب کہ اچھا ہوں بُرا کیا میں ہوں
ہوں مکدر نگر اسدرجہ مجلا میں ہوں ✢
جسکی تعظیم کو صف باندھے ملک حاضر تھے
میرے کھُلنے سے کھلے سارے جہاں کے اسرار
مجکو مولا سے غرض ہے بخدا اے مشفق
ہائے افسوس نہیں تجکو خبر اے غافل
رشتۂ جان سے وہ رشتہ ہے کہ اللہ اللہ
سامنے سے جو سرک جاؤں تو اُٹھہ جائے حجاب
طائر قدس ہوں لاہوت مری منزل ہے
دائرہ میں ہیں مرے نقطۂ و خط طول و عرض
رونق عالم ایجاد مرے دم سے ہے
موجزن سامنے آنکھوں کے ہے اِک بحرِ محیط
ڈھلتا آتا ہے ہر اک رنگ کے سانچے میں مجھے
ہتکھنڈے عشق و محبت کے مجھے آتے ہیں
گل ہستی یہ کھلے میرے ہی دم کے باعث
حق نے بخشا ہے مجھے ظالم و جاہل کا خطاب

دشتِ ہو جسکی بغل میں ہے وہ صحرا میں ہوں
کون ہے مجھمیں نہاں سوچ ذرا کیا میں ہوں
اوسپہ طرہ ہے کہ ہر شکل سے ملتا میں ہوں
دیکھنے آئے ہو جسکو وہ تماشا میں ہوں
آئینہ حق کا ہوں اور حق کو دکھاتا میں ہوں
جسکو پوجا ہے فرشتوں نے وہ پتلا میں ہوں
رشتۂ عالم ایجاد کا عقدا میں ہوں
سگِ ناپاک ہوں گر طالب دنیا میں ہوں
کسکی تصویر ہو نہیں کس کا سراپا میں ہوں
جسمیں اِک خلق مقید ہے وہ دہاگا میں ہوں
قصر لاہوت کے دروازے کا پردا میں ہوں
دیکھہ سکتے ہی نہیں جسکو وہ عنقا میں ہوں
جس سے شکلیں یہ بنی ہیں وہ ہیولا میں ہوں
سب پہ روشن ہے کہ اِس گھر کا اُجالا میں ہوں
پیاس بجھتی نہیں کسطرح کا پیاسا میں ہوں
جیسا جو کوئی سمجھہ لیتا ہے ویسا میں ہوں
میں ہوس جس کام کا اوس کام میں یکتا میں ہوں
گلشن عالم امکاں کا شگوفا میں ہوں
کام کا جتنا ہوں اُتنا ہی نکما میں ہوں

ہر بُنِ مو ہے مرا نور کا اک فوارہ
ابر کی طرح سے ذرات برستا میں ہوں

خلق کیوں قطرۂ ناپاک سمجھتی ہے مجھے
قلزمِ ذات کا اک لولوے لالا میں ہوں

حق کو ہر رنگ میں ہر ڈھنگ میں پہچانتا ہوں
آنکھیں روشن ہیں مری دیکھنے والا میں ہوں

سامنے اب ہے مرے ہمہ تن جمالِ رخِ دوست
آنکھہ کہتی ہے مری دیدۂ موسیٰ میں ہوں

اِسی ناسوت میں جبروت ہو لاہوت بھی ہو
مجھپہ کھلتا نہیں یہ کیسا معما میں ہوں

اُچھلوں اِک بات میں کمظرف نہیں ہوں مسکیںؔ
قلزمِ بادۂ توحید میں ڈوبا میں ہوں

جان دونگا تجھپہ میں یہ آچکا تحریر میں
تھا قلم جسوقت دستِ کاتبِ تقدیر میں

آ نہیں سکتی کبھی یہ بات ہر نخچیر میں
تیر ہے چٹکی میں اوسکی دل ہے میرا تیر میں

ظلم یہ تازہ ہوا ہے دورِ چرخِ پیر میں
خون سے میرے رنگا جتنا تھا پلہ تیر میں

اور کچھہ مجکو نہ ہاتھہ آیا سوائے دردِ دل
مہملہ ہی حرف سب تھے کیا مری تقدیر میں

عشق چکمہ دیگا اکدن یہ نہ سمجھا کوہکن
خون کی ندی بہانی ہوگی جوئے شیر میں

بے ترے کچھہ بھی نہیں اے جان لطفِ زندگی
تو نہو تقدیر میں تو کچھہ نہیں تقدیر میں

اُن کی خاطر منتِ اغیار بھی کرنی پڑی
دیکھئے کیا کیا لکھا ہے اور بھی تقدیر میں

اے تری قدرت زلیخا کو ہو یوں حاصل وصال
کون کہتا تھا جوانی اسکی ہے تقدیر میں

بخت سید ھا ہے تو پھر لائینگے اونکو راہ پر
پھر اثر پیدا کریں گے آہ بے تاثیر میں

ہم نہ سمجھے تھے کہ یوں گڑہ جائیگی دلمیں نگاہ
تیر ہوگا یوں تراز وسینۂ نخچیر میں

خاک و باد و آب و آتش سے ہے برپا قصرِ تن
چار دیواری بنی ہے پہلے اسے تعمیر میں

کیفیتِ دردِ ہجر کیونکر خط میں لکھکر بھیجدوں
جو نہو منہ سے ادا وہ آسکے کیا تحریر میں

حضرت دل اوسکی کیوں الفت جتائی آپنے
کیوں حسینوں کو نہ چاہوں پہوڑ لوں کسطرح آنکھہ

ہم نہ کہتے تہے کہ فرق آجائیگا توقیر میں
حق نظر آتا ہے ہر اک روئے پُر تنویر میں

میکشی کسنے سکہائی ہمکو میکش کیا کہیں
لوح پیشانی تہی دستِ کاتب تقدیر میں

وائے ناکامی یہی لکھا تہا کیا تقدیر میں
جان ہے بسمل میں باقی دم نہیں شمشیر میں

دیکھہ اوسفاک پہر پیاسے رہے جاتے ہیں ہم
آب اِک چلو بہی کیا باقی نہیں شمشیر میں

سخت جانی کا بُرا ہو جیتے مقتل سے پہرے
ڈوب مرتے کاش ہم آبِ دمِ شمشیر میں

ہمکو طفلی ہی عشق ابروے دلدار تہا
پرورش پائی ہے ہمنے دامنِ شمشیر میں

ہان او جلاد قتل بے گنہ اچھا نہیں
خون اُتر آیا ہے چشم جوہر شمشیر میں

جنبش ابروئے قاتل پر ہی دم نکلا مرا
چہپکے بیٹھی تہی اجل کیا دامنِ شمشیر میں

حشر تک کروٹ نہ بدلینگے شہید تیغ ناز
چین سے سوتے رہیں گے سایۂ شمشیر میں

تھک گئی اتنی اجل کہتی ہے اوس سفاک سے
ٹہیر دم لے لوں ذرا میں سایۂ شمشیر میں

گالیاں دیتا جا وقت ذبح او شیریں دہن
کچھہ تو شکر ڈالدے آبِ دمِ شمشیر میں

کج ادائی میں بڑا نقصان ہے اے ترک ناز
راستی جاتی ہے خم آجاتا ہے شمشیر میں

آج وہ طوفان ہے مقتل میں ہمشکلِ حباب
تیرتے پہرتے ہیں سر آبِ دمِ شمشیر میں

فیصلہ جب کر چکی وہ تیغ یہ عقدہ کہلا
قتل نامہ تہا مرا جوہر نہ تہے شمشیر میں

نقص رکہتی بہی ہے کمال ابروئے خدا دیار
اِک وبالِ جان ہے جو بال ہے شمشیر میں

یہ صفائی دیکہئے کس کسکو کرتی ہے ہلاک
موت کی صورت نظر آتی ہے اس شمشیر میں

دہیان میں اوس چشم کے آیا ہے ابرو کا خیال
پیچے سے آیا ہوں میکش کوچۂ شمشیر میں

بعد مرنے کے بھی ابتک ہے مری تدبیر میں
ڈھونڈھتی ہے جلوہ وحشت خانۂ زنجیر میں

بابِ زنداں پر ہی وحشی کو ترے موت آگئی
پانوں بھی رکھنے نہ پایا خانۂ زنجیر میں

کچھ نہیں اے اہل زنداں خوف تاریکی نہیں
آہیں کردیں گی اوجالا خانۂ زنجیر میں

تو گرفتارانِ الفت سیکھ جائیں اونچ نیچ
عمر گذری ہے ہماری خانۂ زنجیر میں

سچ ہے یہ موذی کو راحت سے نہیں رکھتا خدا
نور بینائی کہاں ہے دیدۂ زنجیر میں

تیرے وحشی دشمنوں پر بھی گراں ہوتے نہیں
طوطیا بنکر رہینگے دیدۂ زنجیر میں

یہ تو بتلا روک لیگا کون وحشی کو ترے
بیڑیوں میں ست نہیں طاقت نہیں زنجیر میں

میرے ہمرہ حسرتیں بھی میری سب محبوس ہیں
ایک جمگھٹ لگ رہا ہے خانۂ زنجیر میں

اے جنوں بہرِ خدا اے چھوٹ جانے دے کہیں
اور اب کب تک رہونگا خانۂ زنجیر میں

پانوں وہ سوجے کہ اب اُٹھتے نظر آتے نہیں
واہ کیا راحت ملی ہے خانۂ زنجیر میں

کونسا محبوس الفت آج دنیا سے اُٹھا
کیوں اُداسی چھا رہی ہے خانۂ زنجیر میں

چشمِ جاناں لیگئی ہے کھینچکر اِس زلف تک
دیدۂ نرگس کے حلقے ہیں مری زنجیر میں

ساری دنیا سے نرالا عشق کا ہے سلسلہ
قید اک عالم کے دیوانہ ہیں اِس زنجیر میں

حلقہ حلقہ ہے نگہباں وہ سراپا چشم ہے
خاک کیا ڈالینگے وحشی دیدۂ زنجیر میں

ہے تعلق انکو بھی اک مغبچہ کی زلف سے
حضرت میکش بھی ہیں جکڑے ہوئے زنجیر میں

لطف آب رنگ ہی جب ہو نہ کچھ تقدیر میں
کیوں نہ رنگ بے ثباتی ہو مری تصویر میں

ساتھ اپنے اب وہ کھنچواتے ہیں دشمن کی شبیہ
غیر کو گھیرے ہوئے ہیں خانۂ تصویر میں

اے تصور کھینچ لے اِس طرح نقشہ یار کا
دل میں ہو تصویر وہ ہو لے خانۂ تصویر میں

بات کیسے کرے گی منہ لگائے گی کیسے
رنگ کی جا بھر گئی نخوت تری تصویر میں

یہ تو اک سفاک نکلی وہ ہیں پتلے شرم کے
اسقدر شوخی کہاں سے آگئی تصویر میں

قدر کے قابل نہیں کیوں یہ شبیہ آب و گل
میں نہیں ہوں یار پوشیدہ ہے اس تصویر میں

ہے تعجب مجھسے نفرت اور اس سے اُنس ہو
حرفِ پیشانی نہیں شاید مری تصویر میں

آنکھ کی پتلی ہیں وہ پتلی ہے میری آنکھ میں
آئینہ میں آئینہ تصویر ہے تصویر میں

نقش اوس دم میں کسیکا کسطرح پورا جمے
قابلیت ہی نہیں آئینۂ تصویر میں

دیکھتا ہوں جسکو وہ صورت سے ملتا ہے تری
تیرا ہی نقشہ نظر آتا ہے ہر تصویر میں

پھینکنے والا ہو نہیں اکدن ردائے عنصری
دیکھ لینا کون تھا اِس جامۂ تصویر میں

چشمِ وحدت رکھتے ہیں سارے ترے نظارگی
ایک مجمع ہے نظر کا خانۂ تصویر میں

دیکھنے سے دم کبھی نکلا کبھی جاں آگئی
یہ نرالا سحر ہے ظالم تری تصویر میں

یہ دعائیں مانگتا ہوں دیکھ کر صورت تری
یا الٰہی ڈالدے اب جان اس تصویر میں

ہیں وہ میکش ہوں کہ نقاشِ ازل سے کہہ اٹھا
رنگِ پیرِ میکدہ بھرنا مری تصویر میں

ردیف واو

نہیں ملتا وہ ہے وفا ہمکو
موت ہی دیدے اب خدا ہمکو

زندگی پھر ہماری کیا ہوتی
نہ دوا دی نہ دی دُعا ہمکو

جسکو ہم ڈھونڈتے ہیں وہ تو نہیں
سارا عالم ہوا تو کیا ہمکو

نہیں کرتے جو یاد وہ نہ کریں
بھولے بیٹھی ہے کیوں قضا ہمکو

مرضِ عشق بڑھ گیا حد سے — نہیں ممکن جو ہو شفا ہمکو
بارِ خاطر نہوں گے ہم واللہ — دل سے کرتے ہو کیوں جدا ہمکو
جیسے ہم تھے زمانہ جانتا ہے — تمنے ایسا بنا دیا ہمکو
خاک بھی اب نظر نہیں آتی — ایسا کس نے مٹا دیا ہمکو
سہے چکے رنج و درد و سوزِ فراق — کہئے اب دو گے اور کیا ہمکو
ناتوانی سے گم ہوئے ایسے — ڈھونڈھتی پھرتی ہے قضا ہمکو
رسمِ الفت تو چھوڑ دی اوس نے — صبر ہی دیدے اب خدا ہمکو
دین و ایمان کھو کے بیٹھے ہیں — عشق میں اور کیا ملا ہمکو
جس نے حق سے ملا دیا دم میں — مل گیا ایسا رہنما ہمکو
کہہ دو اپنی سمجھ کو پلٹا لیں — جو سمجھتے ہیں پارسا ہمکو

شکر کس منہ سے ہم کریں مسکیش
حق نے کیا کیا نہیں دیا ہمکو

ردیف یائے تحتانی

سب پہ کھلجائیگا اکدن جو ہمارے دل میں ہے — خود یہ محمل بول اُٹھیگا کوئی محمل میں ہے
جسپہ تو غش ہے وہ اے مجنوں ہر اک کے دل میں ہے — ڈھونڈھ لے لیلیٰ تری اب کونسے محمل میں ہے
جان نکلتی ہی نہیں نکلی حسرت دل میں ہے — کچھ خبر بھی ہے ترا بیمار کس مشکل میں ہے
عکس رُخسارِ یار اک مدت سے میرے دل میں ہے — جسکا میں مجنوں ہوں وہ لیلیٰ ہی محمل میں ہے
تیر آیا ہے کوئی تازہ کھٹک سی دل میں ہے — پھر نیا اک مسافر آج اِس منزل میں ہے

رہ گئے پیچھے بہت گو کارواں سے چھوٹکر ۔ ہم وہیں پہنچینگے اکدن یار جس منزل میں ہے

جی میں تو یہ تہا کہ اوسکے سامنے دم توڑتے ۔ کیا کریں مجبور ہیں خنجر کف قاتل میں ہے

جاں نکلکر رہی ہے یوں جو آنکھوں کا طواف ۔ عکس قاتل کی تجلی دیدۂ بسمل میں ہے

دیکھلے اسکے سوا کچھ بھی نہیں عاشق کے پاس ۔ تیری حسرت دلمیں ہے ارمان تیرا دل میں ہے

گر مآل اندیش ہے تو دیدۂ عبرت سے دیکھ ۔ ہے سر جمشید جو کاسہ کف سائل میں ہے

غرق گرداب تفکر کو ہے اتنی فکر کیوں ۔ ہے جو دست موج میں وہ دامن ساحل میں ہے

ہو گئے آباد اک مدت سے دونوں گھر مرے ۔ تیری صورت آنکھ میں ہے عکس تیرا دل میں ہے

وصل کے ارماں نہ نکلینگے پڑ ہیں گی حسرتیں ۔ کچھ تو افزائش ہماری سعی بے حاصل میں ہے

گھٹتا ہے حسن مقید حسن مطلق بے زوال ۔ فرق بیّن اسقدر ہر ناقص و کامل میں ہے

زخم انگشت نبی کی ضرب کا مٹتا نہیں ۔ آجتک دھبا وہی باقی مہ کامل میں ہے

پھر تم آجاؤ کسی شب کو تو خالی ہو پڑا او ۔ حسرتوں کا قافلہ اک اور میرے دل میں ہے

یہ نئی ہٹ ہے شب وعدہ نہیں جسکا جواب ۔ چیر کر دکھلا اوسے حسرت جو تیرے دل میں ہے

شکر خالق ہے کہ وہ بدلے ہوئے ہیں غیر پر ۔ اک قیامت آج برپا کوچۂ قاتل میں ہے

لاشۂ عاشق کو مٹی دو خدا کے واسطے ۔ دور کر دو اب تو انکو جو کدورت دل میں ہے

وہ نہ جب خنجر اٹھائیں کیا اٹھے دست اجل ۔ ہائے میری موت بھی تو قبضۂ قاتل میں ہے

ساحراں پر دخل سے بڑھکے نکلی وہ نظر ۔ کیا در جادوگراں چشم سیہ کے تل میں ہے

آج ایسے ہو گئے ہم تاب نظارہ نہیں ۔ لن ترانی ہے نرالی دعوی باطل میں ہے

فیصلہ دشمن کا کر دیتی دعائے بد مری ۔ اسلیئے مجبور ہوں ہیں قوت کسکے دل میں ہے

سانس تک لینے نہیں دیتا کسیکو رعب حسن ۔ بت بنا بیٹھا ہوا ہے جو تری محفل میں ہے

گئے وہ تو جدا اسکو جدا کیونکر کرے
کیہ اُن آنکھونسے اپنی کرکے اِن آنکھوں کو بند
کہہ تمی پی ے کسی میخوار کو حاصل نہیں
ہر مقصود بے ڈوبے کبھی ملتا نہیں
ی غفلت کہ پردہ آنکھہ سے اُٹھتا نہیں
دہو جائیگی دوزخ میں نہیں ہے نے کا سرو
ہیں سکتے وہاں پر آہ کر سکتے نہیں
تے محمل تکتا ہے کیا قیس اپنے دل کو دیکھ

یہ جو اونکی چاندسی صورت کسیکے دل میں ہے
اور اک عالم نہاں اِس آنکھہ کے تل میں ہے
وہ جو متوالی ادا اک دیدۂ شاغل میں ہے
ہے بہت آرام سے جو داس ساحل میں ہے
ڈہونڈہتے پہرتے ہیں جسکو وہ حریم دل میں ہے
شعلۂ نار الٰہی میرے آب و گل میں ہے
ظلم یہ بھی تو نیا ظالم تری محفل میں ہے
لیلےٰ کہتے ہیں جسکو وہ تو اسی محمل میں ہے

ٹچکیاں لیتی ہے دلمیں یاد پیرے فروش
دم نکلتا ہی نہیں مکیش بڑی مشکل میں ہے

ں زمانے میں نہیں کچھہ قدر آدم زاد کی
یہ خبر آدم کی آتی ہے نہ آدم زاد کی
طبیعت ہی نہ بدلی اُس ستم ایجاد کی
ں سمجھیگا یہہ چالیں اوس ستم ایجاد کی
صفیر و خاک چھوٹیں قید سے صیاد کی
کی آخر نہ صورت اوس ستم ایجاد کی
تے کچھہ تو روانی خنجر فولاد کی
نا ہے چھٹیکا وہ ہر دم ہجر میں
ناکامی کہ یوں نبگر بگڑ جاتے ہیں کام

ایسی صورت دیکھے کیوں مٹی مری برباد کی
یا الٰہی کیسی بستی ہے عدم آباد کی
نالے پر نالہ کیئے فریاد پر فریاد کی
آنے جانے ہی میں سب مٹی مری برباد کی
تیلیاں ٹوٹینگے کیا طاقت نہیں فریاد کی
آگیا حرف آبرو پر مانی و بہزاد کی
کیوں نزاکت نے کلائی تھام لی جلاد کی
کھو دلوں جسکو یہہ وہ ندی نہیں فرہاد کی
ہوگئیں بیکار سازی کوششیں فرہاد کی

کس بہی قد کی ہے آمدآج باغِ دہر میں
خانہ باغِ غیر کو چہوڑ و خدا کے واسطے
ذبح کرویگا ہمیں یا چہوڑ دے گا ایکدن
کام تو یہ تہا کہ شیریں کام ہوتا وصل سے
لوٹنے دوں خاک پر کسطرح طفلِ اشک کو
روک ہی دیگی کدورت ملکی اُنکے ہاتہہ کو
سد پاسِ ضبط نے روکا تہا نالوں کو مرے
لے رگ سودا خدا را ایک قطرہ ہی سہی
سلسلے سے زلف پیچاں کے نکلجاتا جو میں
عکس روئے دلربا سے ہوگیا سب رنگ فق
ابکے پہر دم خم وہی اپنے رہے تو اے جنوں
انکو نفرت ہی رہی ہر اک طرحسے وصل میں
رہبری کی خضر کیصورت تمہاری تیغ نے
کہتا ہے زاہد کہ ہے مخلوق سے خالق جدا
خاک مرقد بھی بگولوں نے نہ چہوڑی بعد دفن
نور ذاتِ پاک نے انسان کو آئینہ کیا
تشنگانِ عشق یوں سیراب ہوتے ہی نہیں
اوستاد طرز شیون مجہسا اے بلبل نہیں
جب پڑہی تکبیر اوسنے ذبح کرنے کو مرے

گرد میں اُٹھتی نہیں کیوں سرو کی شمشاد کی
لوٹ لیں اتنو بہاریں گلشنِ شداد کی
ہمصفیر و گفتگو بہی کچہہ سنی صیاد کی
زخم تیشہ ہی تہا کیا تقدیر میں فرہاد کی
آبرو مٹی میں ملتی ہے مری اولاد کی
کیا صفائی کام دیگی خنجرِ فولاد کی
خاک بہی ڈہونڈہی باقی چرخ بے بنیاد کی
نوک رکہہ کے کچہہ تو ظالم نشتر فصاد کی
منتیں کرنی نہ پڑہتی یوں مجہے حداد کی
رہگئی صورت اُتر کر مانی و بہزاد کی
طاق میں رکہی رہینگی بیڑیاں حداد کی
آوزوئیں گشگئیں دل میں دلِ ناشاد کی
خلق کو راہیں دکہائیں ہیں عدم آباد کی
کہول دے آنکہیں کوئی اِس کور مادر زاد کی
یوں ہوئیں بربادیاں مجہہ خانماں برباد کی
آب و آتش کی یہ طاقت تہی نہ خاک و باد کی
دہار میں ڈوبیں نہ جبتک خنجرِ فولاد کی
مشق کی ہے میں نے برسوں نالہ و فریاد کی
چار جانب سے صدا آئیں مبارکباد کی

چھوڑ دوں کس طرح میکش طرز پیر میکدہ
کچھ نہ کچھ تو بات ہو شاگرد ہیں استاد کی

کیا ہماری شاعری اب کیا ہماری میکشی
مار ڈالا ہمکو **میکش** موت نے اوستاد کی

بر آئے گا نہ دل کا مرے مدعا کبھی
اون سے نہ ہوسکے گا بر ونکا بھلا کبھی

یہ بھی خیال آتا ہے او بے وفا کبھی
مشہور خلق ہم تھے ترے آشنا کبھی

ایسے بھی دن دکھائیگا تو اے خدا کبھی
پھر آشنا ہو وہ بت ناآشنا کبھی

بدلے یہ رنگ تیرے لئے ہیں دہر میں
برگ حنا نے کبھی رنگ حنا کبھی

میرے ہی گرد پھرتی رہی میری آہ سرد
گلزار یار تک نہ گئی یہ ہوا کبھی

اللہ رے وہ تیری تلون مزاجیاں
ناآشنا کبھی ہے تو ہے آشنا کبھی

آنکھوں میں جلوہ گر ہے خیال جمال دوست
یہ وہ نماز ہے نہیں ہوتی قضا کبھی

شہرت یہ سب ہماری ہی آہوں کے دم سے ہے
پہلے بھی یوں بندھی تھی تمہاری ہوا کبھی

ہمکو وفا پر انکو جفاؤں پہ ناز ہے
تا حشر اب کریں گے نہ منہ سے گلا کبھی

دلدوزیاں دکھا رہے ہیں ناوک نگاہ
یہ تیر وہ ہیں کرتے نہیں ہیں خطا کبھی

دل اب کے بچگیا جو مرا پیچ زلف سے
تا عمر پھر کرونگا نہ ایسی خطا کبھی

سامان آخرت ہے بیفکر کس لیئے
غافل پکار کر نہیں آتی قضا کبھی

کیوں گھات میں ہے یار کی پر چشم نیمباز
آئے گا اسکے ہاتھ نہ دزد حنا کبھی

اوٹھتے ہیں پاؤں منزل مقصود کی طرف
آتی ہے تا بگوش جو بانگ درا کبھی

نزاع شور کرتے ہیں تن میں کلاب نفس
کتوں سے پاک ہی نہ ہوئی یہ سرا کبھی

یہ بدگمانیاں ہیں انہیں میری خاک سے
جمتا نہیں زمیں پہ بھی نقش پا کبھی

الله رے عروج غبارِ شہید ناز
گردوں سے جا ملا جو بگولا بنا کبھی

ہمنے شبِ فراق میں کیا کیا نہیں کیا
شور و فغاں کیا کبھی آہ و بکا کبھی

جھونکے سموم عشق کے چلتے ہیں رات دن
نخلِ مراد ہوگا نہ میرا ہرا کبھی

پھیلائے جال لاکھہ خطِ دستِ مہوساں
اِس دام میں پھنسیگا نہ دزدِ حنا کبھی

موسم گیا بہار کا ہیں کس ہوا میں گل
بندھتی نہیں ہے اُکھڑی ہوئی پھر ہوا کبھی

منزل پہ یوں پہونچ گئے یارانِ قافلہ
آئی نہ تا بگوش بھی بانگِ درا کبھی

پرہیز کر نہ ہمسے کہ دو دن کا ہے شباب
اے گل نہ پھر کے آئیگی پھر یہ ہوا کبھی

آتا نہ اسکے جو دلِ صد چاک دام میں
بلکی نہ لیتی یوں تری زلفِ دوتا کبھی

مرنے کے دن قریب ہیں میکش شراب چھوڑ
آئیگا تو بھی راہ پہ مردِ خدا کبھی

اک خلق جانتی ہے کہ ہیں رند بادہ نوش
میکش بنیں گے ہم تو نہ اب پارسا کبھی

ظاہر میں دیکھنے کو ہیں گو دہان پان سے
ہم وہ ہیں ڈھونڈ لائیں تمہیں لامکان سے

پائیں اوسے قریب بہت اپنی جان سے
پردہ اگر دوئی کا اُٹھے درمیان سے

ہے کچھ غرض زمیں سے نہ کچھ آسمان سے
اپنا جدا مذاق ہے سارے جہان سے

نکلو خدا کے واسطے اب تو مکان سے
جاتا ہے مرنے والا تمہارا جہان سے

آئے ہو بن سنور کے نئی آن بان سے
یہ رنگ ڈھنگ تو ہیں نرالے جہان سے

کچھ کچھ سمجھتا رہتا ہے اوسکی طرف سے دل
تنگ آگیا ہوں ہائے میں اِس بدگمان سے

صد شکر ہے کہ اوسکا ہمیں کھوج مل گیا
جسکو بری بتاتے تھے وہم و گمان سے

اے ضعف المدد کہ وہی تو یہ آہ ہے
تاروں کو توڑتی تھی جو آسمان سے

او ترکِ ناز تیری نزاکت کا ہو بھلا
مجھ تک نہ آیا تیر نکلکر کمان سے

اللہ ہم سمجھتے ہیں بیشک تمھیں بتو
لیکن نہ پیش آؤ کسی اور شان سے

اس آہ کا بُرا ہو کہ رازِ دروں مرا
عالم میں پھیلتا نہ نکلکر زبان سے

غفلت کی نیند نے ہمیں اوٹھنے دیا نہ ہائے
آتی رہی صدائے جرس کاروان سے

یہ ساکنانِ منزلِ مقصد سے کہہ صبا
پیچھے رہا ہوا ہے کوئی کاروان سے

سینہ کے پار ہو گئے سب ناوکِ نگاہ
یہ کس بلا کے تیر چلے تھے کمان سے

ابرو کے ساتھ جنبشِ مژگاں بھی ہے غضب
تیروں کا منہ برس رہا ہے اس کمان سے

تا حشر خاکِ عاشقِ جانبازِ نامراد
ہوگی جدا کبھی نہ ترے آستان سے

عالم میں اور کوئی ٹھکانا نہیں مرا
جاؤں کہاں میں اُٹھکے ترے آستان سے

کافر بنے ابھی اگر اُس بت کو دیکھ لے
کانوں پہ ہاتھ رکھے موذن اذان سے

آلودہ لب ہوئے نہ شکایت سے غیر کی
شکر اسکا ہے کہ نکلی نہیں کی زبان سے

حد سے بڑھی ہے حضرتِ ناصح کی اب زباں
کچھ اور سنکے بیٹھینگے میری زبان سے

تا عرش پہونچی خاکِ کفِ پائے مصطفےٰ
کتنی زمین بلند ہوئی آسمان سے

عنوان لاکھ بدلے کوئی ان کے سامنے
ممکن نہیں کہ خوش ہوں ہی داستان سے

میکش جہاں سے اُٹھ گیا وہ پیرِ مے فروش
ہم روز پیکے پیتے تھے جسکی دکان سے

سنتے ہیں رہگیا وہ کسی میکدے میں کھیت
میکش دکن میں آیا تھا ہندوستان سے

ہے تاک چشمِ مست صنم پر لگی ہوئی
اپنی نظر ہے جانبِ ساغر لگی ہوئی

اک سنگِ در کی سر میں ہے ٹکر لگی ہوئی
چپکے گی ہے یہ چوٹ جگر پر لگی ہوئی

کرو گے سیرِ آتشِ دوزخ کو تم مگر
دل کی بجھاؤ گے مرے کیونکر لگی ہوئی

احباب کیوں منا رہے ہیں مُقدم کی خیر
سر سے ہے میرے تیغِ ستمگر لگی ہوئی

دیکھو تو قتل ہوتا نہ ہو نامہ بر مرا
اِک بھیڑ سی ہے یار کے در پر لگی ہوئی

ٹوٹا ہے پانوں کٹتے رہی الفت کی راہ میں
کافی ہے عمر بھر کو یہ ٹھوکر لگی ہوئی

درماں پذیر ہی نہیں ہوتی کسیطرح
یہ کس بلا کی چوٹ ہے دلپر لگی ہوئی

یارب تو بھیجدے اُسے اکدن مزار پر
رٹ ہے یہ ہمکو قبر کے اندر لگی ہوئی

ہے جسکے آگے نارِ جہنم توے کی بوند
وہ آگ ہے کلیجے کے اندر لگی ہوئی

پھر آنکھ جا پڑی ہے لبِ مستِ ناز پر
پھر ٹکٹکی ہے جانبِ کوثر لگی ہوئی

ابتو نہ پاسِ ضبط کرینگے فغان و درد
اُٹھیگی مُہر ہے جو یہ منہ پر لگی ہوئی

سرمے کی باڑ سے ہوئی تیغِ نگاہ تیز
تلوار ہے یہ سنگِ فساں پر لگی ہوئی

میکش کی پیاس حشر کو مولا بجھائینگے
رکھی سے ہے برف میں مے کوثر لگی ہوئی

جو خال روئے یار پہ ہے انتخاب ہے
رخسار بے مثال دہن لاجواب ہے

ناری ہے وہ کہ اس سے جسے اجتناب ہے
زاہد شرابِ عشق کا پینا ثواب ہے

چھریکی ادھر کے ادھر ہی کچھ آب و تاب ہے
مغرور کیوں نہو کہ دوئیت لاجواب ہے

دن رات میں ہوں اور ہی شغلِ شراب ہے
یہ میکشی بھی اِک مری جانپر عذاب ہے

کہیے تو بعد توبہ گنہ مجھسے کیوں نہو
آنکھوں کے سامنے تری رحمت کا باب ہے

ان کے بھی لاش عاشقِ مسکیں ہے بےکفن
مرجانے والے کی ترے مٹی خراب ہے

غافل نہ بھول دیکھکے عالم کا آب و رنگ
جو کچھ نظر کے سامنے ہے سب سراب ہے

اوراق نفس و قلب کبھی تو اُلٹ کے دیکھ
پڑھنی پڑے گی جو یہ وہی قوی کتاب ہے
اہلِ نظر کی آنکھ میں عالم ہے سب خیال
کہتے ہیں جسکو حشر وہ تعبیرِ خواب ہے
غصے سے سرخ انکے ہیں رخسار پھول سے
عارض پہ جو عرق ہے وہ گل پر گلاب ہے
اپنی بسر ہوئی نہیں راحت سے ایک دن
جب سے بغل میں دل خانہ خراب ہے
فرقت نے تیری آگ لگائی کہاں کہاں
میں کیا دکھاؤں سب مرا سینہ کباب ہے
محشر میں کرتے بیٹھیں وہ غیروں سے پوچھ پاچھ
چٹھا ہے صاف پاک ہمارا حساب ہے
زاہد نہ دیکھا تو نے ہی اک دن کبھی آ کے
مدت ہوئی کہ روئے صنم بے نقاب ہے

پیرِ مغاں کے ساتھ گیا سارا لطفِ مے
میکش وہ ولولہ ہے نہ ذوقِ شراب ہے

کوثر ہے موجزن کرم بے حساب ہے
اے میکشو چلو کہ سبیلِ شراب ہے
دل میں خیال روئے بتِ لاجواب ہے
زاہد مری بغل میں خدا کی کتاب ہے
پینے دے ساقیا مجھے جتنی شراب ہے
کیا خوف ہے کہ وا ابھی توبہ کا باب ہے
کالی گھٹا اٹھی ہے فلک پر سحاب ہے
مستوں میں غل ہے دخترِ رز بے نقاب ہے
گو دن ہیں میکشی کے نہ عہدِ شباب ہے
پیری میں بھی وہی مجھے شوقِ شراب ہے
گھبرا رہے ہو خیر ہے دشمن کی جان کی
کیسا یہ اضطراب ہے کیوں پیچ و تاب ہے
تائب ہیں اور بس ہوں مرا ثابت تو کر قصور
ظالم کوئی سبب بھی جو مجھ پر عتاب ہے
پردو میں آنکھ کے ہے وہ پردہ نشیں نہاں
نظروں سے پھر رہا ہے یہ کیسا حجاب ہے
محشر میں ہوگی نیر محشر کی قدر کیا
ایک ایک داغ جسم مرا آفتاب ہے
کچھ نبد جھک گئی تو کیا ہے تنگ ظرف کی ہوا
ہلکا نگاہ موج میں ہے جو حباب ہے

میں جب عشق میں ہوں اسکو ہی نفرت ہے مجھ سے ہائے
اے پاک بے نیاز یہ کیا انقلاب ہے

سمجھتے ہیں چاہنگر اوسے سب کشتگانِ ہجر
آبِ حیات تیرے دہن کا لعاب ہے

اپنی نظر میں ایک ہو کیونکر نہ جزو و کل
ہر پنکھڑی گلاب کی بالکل گلاب ہے

اے اشک آنکھ سے نہ نکل اُسکے سامنے
کھوئیگا موتی کی سی جو کچھ اپنی آب ہے

اِک ہیں ہمی جسکے گھر میں ہے کہرام راتدن
اک تم ہو بزمِ غیر ہے چنگ و رباب ہے

اسکو ہی ہم سمجھتے ہیں اک شانِ مغفرت
ذرات موجزن جو یہ چشم پُر آب ہے

کل کی جو فکر ہے تجھے بے سود ہے یہ فکر
کرلے حساب آج ہی یوم الحساب ہے

حاصل ہوا ہے بحر جہاں میں کسے ثبات
ظاہر ہے جو حباب ہے پا در رکاب ہے

ہر اک حسیں پہ کیوں مجھے تیرا گماں ہو
موجِ سراب آنکھ میں پیا کی آب ہے

اِک حال پر ہیں شہر خموشاں میں روز و شب
یہ آسماں وہاں ہے نہ یہ آفتاب ہے

پیتے ہیں راتدن جسے مستانِ معرفت
میکش مری شراب وہ لُب لُباب ہے

پلٹینگے یوں نہ اب تو کسی جلوہ گاہ سے
دیکھیں کہاں پہ پہنچیگی ہماری نگاہ سے

بے چین راتدن نہوں کیوں دسو واہ سے
ہمکو یہی ملا ہے تری بارگاہ سے

یوں دل میں آتے ہیں جو وہ بچکر نگاہ سے
پلکٹنڈیاں نکالی ہیں کس شاہراہ سے

میری طرف ہی آنکھ اُٹھاتے نہیں ہیں وہ
فتنے اُٹھانے آتے ہیں نیچی نگاہ سے

کیا ظلم ہے کہ ترک تعلق بھی کرچکے
پھر دل میں آتے رہتے ہیں آنکھوں کی راہ سے

خلوت میں کیوں بیٹھو جلوہ خانہ چھوڑ کر
پردہ نہیں آنکھ کے نہ بچوگے نگاہ سے

کالک لگائی اسنے کہاں جاکے دیکھئے
رخسار مہ بچا نہ مری دودِ آہ سے

مرنے کے بعد لاش بھی اُٹھتی نہیں ہے ہائے
اچھی طرح گرے تھے کسی کی نگاہ سے

کیا شان ہے کہ خال رُخِ یار وہ بنا
کاجل بچا تھا جو مرے بختِ سیاہ سے

اسطرح کھینچے ہجر میں نالاں ہوا ہے کون
اِک خلق تنگ ہے مری فریاد و آہ سے

انسان وہ کب ہے جو کہ نہ رحمت کو ہو پسند
ناری ہے وہ نہو جسے اُلفت گناہ سے

اک بھیڑ ہے کہ حشر میں تیرے گناہ گار
جنت خریدتے ہیں مطاع گناہ سے

چمکا یہ اُنکا بخت ستارو نہیں جا ملے
ذرے اوڑے تھے جتنے تری خاک راہ سے

گو آج اپنی قدر نہیں اُنکی آنکھ میں
دو دو بہر نگاہ لڑی ہے نگاہ سے

میکش سے کہدو شیشہ و ساغر اُٹھالے جلد
رحمت برسنے والی ہے ابرِ سیاہ سے

مدتوں کھائیں ہوائیں ہمنے باغِ یار کی
پتا پتا ڈالی ڈالی سیر کی گلزار کی

دید کے قابل ہے صورت عندلیبِ زار کی
چٹکیاں لیتی ہیں وہیں جنبشیں منقار کی

سُرخ رنگت کیوں نہو اِس دیدۂ خونبار کی
خون ہوکر بہتی ہے حسرت ترے دیدار کی

جمع ہے اِک خلق دولت لٹتی ہے دیدار کی
بھیڑ ہے کوچہ میں اوسکے کافر و دیندار کی

بڑھتی ہے جو وقت حیرت دیدۂ بیدار کی
سیر ہم اِس پار سے کرلیتے ہیں اُس پار کی

فہم میں آیا نہ تھا جبتک کہ من حبل الورید
قدر تھی اپنی بھی آنکھوں میں بہت زنار کی

سخت جانی نے کسیکی دانت کھٹے کردیئے
سب حقیقت کھل گئی شمشیر جوہردار کی

آبلوں کے چھاگلیں لیکر قدم دوڑے مرے
دشت میں سوکھی زباں جس سمت دیکھی خار کی

گھونٹ کر دم اپنا گہری نیند سوجاتے وہیں
ہاتھ آجاتی جو پرچھائیں تری دیوار کی

نالہ و شور و فغان و آہ پر پگھلینگے کب
حسن کے نکھرے پہ ہیں وہ کیا سنیں گے چار کی

گر کے اُن نظروں سے ہم سبکی نظر سے گر گئے
کب خبر تھی یوں بدل جائیں گی آنکھیں یار کی

اے حسینو حسن ہے سب چار دن کا چاندنا
یہ سمجھلو ڈھلتی پھرتی چھاؤں ہے دیوار کی

جب کبھی عاشق کا تیرے ہوتا ہے نالہ بلند
سر جھکا لیتی ہیں ساری چوٹیاں کہسار کی

کیسی غفلت تھی کہ اک عالم سے ہم لڑتے رہے
ایکدن توڑی نہ گردن نفسِ ناہنجار کی

اسپا یہ پڑ گیا کس گل کی چشمِ مست کا
آنکھ تک کھلتی نہیں ہے نرگسِ بیمار کی

خون کا پیاسا نہیں گر ناوکِ دلدوز یار
بے سبب باچھیں کھلی جاتی ہیں کیوں سوفار کی

آمد آمد ہے ترے وحشی کی شاید دشت میں
برچھیاں تانے ہوئے آتی ہیں نوکیں خار کی

میکشی کے فن میں بھی میکش نہ تو کامل ہوا
میکدے میں آ کے ناحق بھیڑ میرے یار کی

انکے آگے کیا حقیقت ہے کسی گلزار کی
رنگ اک لائیں ہیں کلیاں زخمِ دامن دار کی

نیترِ محشر کی کھلجاتی حقیقت حشر میں
خیر تھی پٹی نہ سر کی زخمِ دامن دار کی

کب خبر تھی اسطرح تیرِ نظر برسائینگے
دھجیاں اُڑ جائیں گی یوں زخمِ دامن دار کی

راتدن ٹھنڈک کلیجے کی سمجھتے ہیں اُسے
قدر ہے جن کو مری جاں زخمِ دامن دار کی

عکس دامانِ نگاہ مرحمت پہا ہانبا
اور صورت ہو گئی کچھ زخمِ دامن دار کی

ننگے ہو گے اسجگہ رہتے نہیں پیکان یار
سرزمیں سیراب ہے کیا زخمِ دامن دار کی

اسقدر پہلے کہ تل رکھنے کو جا باقی نہیں
بھر گئی چو ورد سے بستی زخمِ دامن دار کی

بھولکے بھی نام پھر گل کا نہ لیتی عندلیب
دیکھتی صورت جو میرے زخمِ دامن دار کی

یہ خراشِ بے محل اے ناخنِ غم تا بکے
دھجیاں پاؤں تک آئیں زخمِ دامن دار کی

بیٹھکا چور ونکا ہے ہر جا وہ نا سور ہیں
چھنگیں تیر دشنہ ہائیں زخمِ دامن دار کی

آتے ہی رہتے ہیں اُس سفاک کے دو چار تیر
اِک ترقی پر ہے رونق زخمِ دامن دار کی

تیر مژگاں سے کہو میرا گھٹا جاتا ہے دم
کھول جائے کے کھڑکی زخمِ دامن دار کی

لطف ملتا چادرِ مہتاب اگر دیتا فلک
پٹیاں ہی ہم بنا لیتے زخمِ دامن دار کی

او نہیں یہ سوزش نہیں ہے اوسکی یہ رنگت نہیں
ہمسری لالے سے کیا ہو زخمِ دامن دار کی

ہے غلط مجروح کو تیرے کفن کس نے دیا
دھجیاں تھیں کچھ گلے میں زخمِ دامن دار کی

حشر میں کام آئینگے ٹکڑے کسیکی تیغ کے
لے چلا ہوں بھر کے جھولی زخمِ دامن دار کی

اندمال اسکا ہوا کچھ بادۂ گلرنگ سے
تھی بہت تکلیف میکش زخمِ دامن دار کی

وہاں کچھ نہیں نبد ہی ہے ابروے خمدار کی
دونوں عالم میں ہے شہرت یار کی تلوار کی

کیا مزے سے لیٹے ہیں جانباز مقتل میں آج
ہر دہانِ زخم سے چوسی زباں تلوار کی

میان سے ہوتے ہی باہر شرم کا برقع اُٹھا
اب تو گز بھر کی زباں چلنے لگی تلوار کی

معجز آبِ تیغ کا اِک گھونٹ بھی آیا نہ تھا
دھار ہی آنکھوں میں پھرتی رہ گئی تلوار کی

آبِ تیغِ یار نے جوہر کو زندہ کر دیا
مچھلیاں سی تیرتی ہیں دھار میں تلوار کی

وجد کرتی کیوں نہ نکلے سینۂ بسمل سے روح
نغمے پیدا ہوتے ہیں جھنکار سے تلوار کی

معجزہ دکھلایا تیغِ یار نے یہہ بعد قتل
ہر دہانِ زخم سے نکلی زباں تلوار کی

لطف دیگی اسطرح مقتل میں قاتل کی ثنا
میرے زخموں کے دہن ہونگے زباں تلوار کی

اپنا بسمل بیڑا خدا جانے کہاں جا کر لگے
سینکڑوں لاشیں بہینگی دھار میں تلوار کی

سخت جانی کا بُرا ہو رہ گئے ہم نیم جاں
کب خبر تھی بارہ ہی کر جائے گی تلوار کی

کہدو یہہ دم خم دکھائے اپنے وہ نیچی نگاہ
میان میں ہوتی نہیں ہے قدر کچھ تلوار کی

کردو جانبازون کو ٹیسو کیطرح مقتل مین لال
کھیت مین تلوار ہی کے قدر ہے تلوار کی

کیون چھپائے بیٹھا ہے اُس تیغ جوہر دار کو
لا گلے مین ڈال لون مالا تری تلوار کی

زک اُٹھاؤ گے اگر سوکھے گلے کاٹو گے تم
آبرو مٹی مین سب مل جائے گی تلوار کی

تشنہ کامانِ شہادت کے ہوئے لب تک نہ تر
آبرو پر آج پانی پھر گیا تلوار کی

صاعقہ کی طرح سے مقتل مین پھرتا ہے وہ تُرک
اک تجلی طور کی ہے ہر چمک تلوار کی

زخم مُنہ پر کھائین گے اُس تیغ شعلہ بار کے
بھاگنے والے نہین ہم آنچ سے تلوار کی

خالی علت سے نہین ہے ابر ہی تلوار کا
ایک دن اٹھکر گھٹا برسے گی اُس تلوار کی

تاب محشر سے ڈرے کیا کشتۂ تیغ جفا
گھر سے آیا ہے نکلکر چھاؤن مین تلوار کی

غیظ مین اُن ابرون کے پاس کب آیا عدو
سچ مثل ہے آنچ ہوتی ہی بُری تلوار کی

ہم نے میکش دیکھی ہی اُس مست کی تیغ ادا
جس کے آگے کچھہ حقیقت ہی نہین تلوار کی

مشامِ جان ہے معطر کئی مہینے سے
شمیم زلفِ نبی آتی ہے مدینے سے

مریض ہجر جو دیکھیگا روضۂ اقدس
بخار نبض سے جائیگا درد سینے سے

مین جنکا ہون مجھے خود یار وہ اُتارینگے
ہے ناخدا سے غرض کچھہ نہ کچھہ سفینے سے

خمیدہ سر ہو ندامت سے اشک آنکھو مین
حضور شاہ مین جاؤنگا اس قرینے سے

خیال عشقِ نبی مین تھا بے نشانی کا
ہمارے نام کو نفرت رہی نگینے سے

بلائیے گا مدینے کو اب تو یا حضرت
کہ جان عشق مین ہر تنگ ہوئے ہین جینے سے

گلون کی اسمین ہے بو اسمین بوئے وحدت ہے
خجل ہو عطر نہ کیون آپکے پسینے سے

جہان مین پھیل گئی اب تو دولت اسلام
یہہ سکہ نکلا تھا پہلے اسی خزینے سے

اِسی بہانے سے میکش شراب چھپ جائے
مدینے جائیں تو باز آئیں مے کے پینے سے

بولتی ہے مُنہ سے مورت اُس بُت بے پیر کی
ہو گئی جامے سے باہر ہر ادا تصویر کی

خاک بینائی ہو روشن عاشق دلگیر کی
پھرتی ہے آنکھوں میں ظلمت خانۂ زنجیر کی

دید کے قابل ہے صورت اوس بُتِ بے پیر کی
رنگ اک لائی ہی سُرخی خون دامنگیر کی

وصل کی اُس شوخ کے تدبیر ہی تدبیر کی
وائے ناکامی شکایت ہی بڑی تقدیر کی

مرغِ جان آئے نہ کیونکر زد پر اُسکے تیر کی
جان مٹھی میں لیے بیٹھا ہے وہ نخچیر کی

سخت تہے فولاد سے بہی کچھہ ترے وحشی کے پاؤن
دو ہی جھٹکوں میں حقیقت کھل گئی زنجیر کی

سیدھی نظروں سے ادھر دیکھو کجی اچھی نہیں
فرق آتا ہے اِسی سے راستی میں تیر کی

راستے چھوڑے ہوے ہیں چو طرف ناسُورِ غم
زخمِ دل ہنستے ہیں پھر آمد ہے اُسکے تیر کی

رشتۂ جان قطع ہو اور جسم پر خط بھی نہ آئے
کس نزاکت کی ہیں یہ چالیں تری شمشیر کی

اُس نے کب مانگا تھا ناحق دیدیا جو اُسکو دل
یار سچ کہتا ہے بیشک ہم نے ہی تقصیر کی

جانتے ہیں اِسکو سب سارا جہان ہے بے ثبات
ظلم تو یہ ہے کہ پھر بھی فکر ہے تعمیر کی

آج وحشی نے ترے زندان کو سونا کر دیا
لیگیا ہمراہ رونق خانۂ زنجیر کی

کہتا ہون میری طرح سے اسکو بھی چپ لگ گئی
دیکھتا ہون جب خموشی بلبلِ تصویر کی

ایک پیمانے کی خاطر کتنا سرگردان رہا
گردشِ میخانہ گردش تھی مری تقدیر کی

تیرے وحشی کی یونہیں بڑھتی رہیں گر حسرتیں
تنگ ہو جائے گی وُسعت خانۂ زنجیر کی

پھر اُنھیں دو دو پہر شب کو نہیں آتی ہے نیند
پھر ہوا بند ہنے لگی ہے نالۂ شبگیر کی

بڑھ چلا ہے پھر کسیکی سرد مہری کا اثر
گُل ہوئی جاتی ہے مشعل نالۂ شبگیر کی

نام ہے تلوار کے رکھنا تھا جو کانوں پہ ہاتھ
ترلھوے آج مٹی او سنے دو دو تیر کی

دیکھ رہی ہے آج تو اک اک کو مقتل میں جواب
اس طرح پہلے زباں چلتی نہ تھی شمشیر کی

اک نہ اک دن مر مٹینگے کشتۂ تیغ ادا
چھانوں میں تانیگے لمبی دامن شمشیر کی

سیکڑوں مجروح الفت لوٹتے ہیں خاک پر
دیکھئے کس کسکو ہوائیں دامن شمشیر کی

غیر کا مہمان بنے وہ آتری قدرت کے کھیل
ہیں یہ ساری خوبیاں بگڑی ہوئی تقدیر کی

ہمصفیر و غم نہ کھاؤ جب پھلینگے دن آئینگے
خودبخود کھلجائیگی اک اک کڑی زنجیر کی

میرے دم سے اب ہیں زندہ علوی و ذوق و نصیر
روح ہے قالب میں میرے میرزا و میر کی

بنتا ہے میکش زرِ خالص مسِ قلب بشر
میکدے کی خاک میں تاثیر ہے اکسیر کی

لڑکپن انکا اچھا تھا طبیعت میں دغا کم تھی
وفا کا دور دورا تھا ستم کم تھا جفا کم تھی

کدھر کی شوخیاں ہیں نظر بھی اب نہیں کرتے
وہی اچھے تھے دن جب جو انکی آنکھوں میں حیا کم تھی

بیا حلقہ میں کیوں دلکو مری آنکھوں کے حلقوں نے
کمندیں پھینکنے کو کیا تری زلفِ رسا کم تھی

مریضِ ہجر کی چارہ گری منظور اگر ہوتی
مسیحائی میں وہ کم ہے نہ انکی خاک پا کم تھی

فلک بوڑھا سمجھکر ہمنے تجھکو چھوڑ رکھا تھا
خبر لینے کو تیری ورنہ کیا آہِ رسا کم تھی

خرام ناز نے کیوں فتنۂ محشر کیا برپا
تری اٹھتی جوانی کی ادا کیا فتنہ زا کم تھی

انہیں گھبرا کے میر گھر سے یوں اٹھکر نہ جاتا تھا
چلے آتا تھا آنکھوں میں اگر دل کی فضا کم تھی

ملوث ہاتھ کیوں اپنے کئے دزدیدہ نظروں نے
چرا لینے کو دل کیا شوخیِ دزدِ حنا کم تھی

غضب دیکھو دل ناداں نے پھر کاکل کو چھیڑا ہے
جو پہلے تازیانے پیچ کے کیا وہ سزا کم تھی

شعاعیں عارضِ انور کی جو عالم میں پہلی ہیں
یہی ہمنو کہینگے وسعتِ خلوت سرا کم تھی

تری فرقت میں گھر بیٹھے جنوں کیونکر نہ ڈھہجاتا
وہ تھی تیغ برہانے لگی کیوں اِرے قاتل
ہوئیں کیوں عمل نیلے کے ہر دو مشعلیں شب کو
پہونچ جاتی دعا کسطرح سے باب اجابت تک

ہمارے گھر کی ویرانی ہوا کیا وحشت نفزا کم تھی
جہاں کے ترچھا کر دینے کو کیا تیر کجی ادا کم تھی
ہمارے جا کیلئے کیا آہ مجنوں کی ضیا کم تھی
ہماری آہ کی سیڑھی بھی تو اونچی دا کم تھی

ملا کیا تجھکو میکش میکدہ میں جھاونی چھائی
جگہہ تیرے لئے کعبہ میں کیا مرد خدا کم تھی

کہاں جو آنکھہ تو وہ کشف نور ہوتا ہے
ہزار رنگ سے ظاہر ظہور ہوتا ہے
نظر کے سامنے وہ جوش نور ہوتا ہے
فروکش ہمیں وہ جب رشک حور ہوتا ہے
سرور رکھتا ہے وہ جام بادہ توحید
جو عقل رکھتا ہے تو توڑ دام دنیا کو
نشانے ذات سے نمو ہے حسن کی دولت
ہر ایک شکل سے لگو رنگ مختلف پایا
خدا نے جنکو بنایا ہے ھذہ اعمٰی
نہ دیکھ چشم حقارت سے جسم تیرہ کو
گنا ہگاروں کو وہ زخ جلاتی ہے جسدم
نہ ڈالئے گا نگاہیں کڑی مرے دلبر
خدا کے واسطے اک دن تو کوئی لو نہر

کہ ذرہ ذرہ سے حق کا ظہور ہوتا ہے
ہر ایک شے سے عیاں تیرا نور ہوتا ہے
کہ سنگ ریزہ ہر اک کو وہ طور ہوتا ہے
دل حزیں مرادار السرور ہوتا ہے
خیال غیر جبھی دل سے دور ہوتا ہے
جو اسمیں پیتا ہے وہ بے شعور ہوتا ہے
حسین جتنے ہیں سبکو غرور ہوتا ہے
مگر تمہارا سا نقشہ ضرور ہوتا ہے
یہاں نہیں کی نظر میں فتور ہوتا ہے
چھپا ہوا اسی ظلمت میں نور ہوتا ہے
حصار تیری ہی رحمت کا نور ہوتا ہے
یہ شیشہ وہ ہے جو آنکھوں سے چور ہوتا ہے
جو منہہ سے کہتے ہو تم وہ ضرور ہوتا ہے

جو دل جلا ہو محبت مین خوبرویون کی
مین ٹھیس لگنے دون کس طرح شیشۂ دل کو
دما دم آتی ہین بحر حیات کی موجین
کھلے ہوئے ہین یہان آج حشر و نشر گل
تم ہی بتاؤ سنون لن ترانیان کسکی
تمہارے قرب سے پائی ہے زیست عالم نے
اگر ہو آنکھ تو شہ رگ سے بھی قریب ہے وہ
یہ آنکھ ہی تو جھکاتی ہے مجکو کوئی بتان
گداز آتش الفت سے قلب بنتے ہین
کدہ مہر و رو ق مین صورت مغرور
بتو خدا کے لیے لن ترانیان چھوڑ د

دم اخیر وہ [illegible] الشعر دور ہوتا ہے
درست ہوتا نہین جب یہ چور ہوتا ہے
ہر اک نفس ہین اس سے عجب ہوتا ہے
ہر اک صدا سے عیان نفخ صور ہوتا ہے
ہر ایک تنکا وہان نخل طور ہوتا ہے
اسی کی موت ہے جو تم سے دور ہوتا ہے
اسی سے دور ہے جو اس سے دور ہوتا ہے
قسم خدا کی اسی کا فتور ہوتا ہے
دلون مین اس سے ہی پیدا سرور ہوتا ہے
یہ نشہ سے کہین اپنے دور ہوتا ہے
ہر ایک نخل کہین نخل طور ہوتا ہے

ازل سے ہم کو ملی ہے شراب وہ میکش
کہ دست غیب سے جس کا ظہور ہوتا ہے

سمجھ ہی مین نہین آتی وہ صورت کیسی بھولی ہے
لہو ہے جوش پر پھر یار نے تلوار تولی ہے
لحد پر جا کے کب پہونچی شہید ناز کی میت
ادائے قاتل و مقتول ہے قابل تماشے کے
وہ بھولے سے تصور مین کبھی آگر چہ پلٹے ہین
نہین معلوم اس کو حق نے کس سانچے مین ڈھالا ہے

اسے آنکھون مین بھی آنکی نگاہون مین بھی [illegible]
سرون کے قمقمے برسین گے جانباز و نہین [illegible]
ترے جانباز نے جا کر کمر منزل پہ رکھو [illegible]
ادھر گردن جھکائی ہے ادھر تلوار تولی ہے
ہمارے جسم سے جان حزین خود ساتھ ہولی ہے
خدا جانے نزاکت کونسے کانٹے مین تولی ہے

قیامت ڈھا رہی ہین عارض گلرنگ پر زلفین
گھٹا گلشن پہ چھائی ہے کہ کاکل اس نے کھولی ہے

نہین ہے اے شکر لب کچھ مزا دشمن کی باتون مین
زمانہ جانتا ہے نیم سے کڑوی نبولی ہے

مزے بلبل کے دل سے پوچھے کوئی دیدبازی کے
گلون ہی پر نظر ڈالی ہے جب سے آنکھ کھولی ہے

گل و بلبل کا قصہ کہئے کیا نرگس بتائے گی
ابھی دنیا مین آئی ہے ابھی تو آنکھ کھولی ہے

حسینون نے دیے جو داغ وہ دلمین رہی اپنے
ہزارون بھیک کے ٹکڑے ہین جیبین یہ جھولی ہے

نہ پوچھو کیون مرا جاتا ہے تو کیا ہو گیا تجکو
اسی نے مار ڈالا یہ جو صورت بھولی بھولی ہے

نگاہ ناز کے شاکی رہین گے ہم قیامت تک
اسی نے اک کٹاری ہی کلیجے مین گھنگھولی ہے

نہ کچھ عقدہ کھلا شب بھر یونہین روتی رہی شبنم
نسیم صبح نے دلکی گرہ غنچون کے کھولی ہے

چمن مین اب نہین لگنے کی بلبل آنکھ نرگس کی
عدم آباد مین اک عمر تک جی بھر کے سو لی ہے

زمانہ جانتا ہے دخت رز ہی کم سخن ساقی
صراحی نے لگایا قہقہہ تو چڑ کے بولی ہے

تمہاری دیکھکر صورت کو کس کس سے بچے کوئی
نگاہ ناز برچھی تیغ ابرو خال گولی ہے

... آج دنیا سے نرالا رنگ مقتل مین
ہمارا خون بہتا ہے وہ سمجھے کہتا ہولی ہے

... ہلیگا لیچلے دنیا سے ہم کیا کیا
کسی نے موتی روئے ہین کسی نے خاک رولی ہے

...غ مین جاکر تری مجبور دح گلچینی
کہ ان کا زخم دامن دار ہی پھولون کی جھولی ہے

...گلشن مین جو مجکو نظر آتی ہے کہتا ہون
کسی کے یہ ہی بیمار لب نازک کی ڈولی ہے

... تو کس طرح دل آئے زاہد حور جنت پر
نہ ایسی پیاری صورت ہے نہ ایسی میٹھی بولی ہے

...را دل جلاؤ غیر کا دل شاد کرنے کو
یہ کیسی دل لگی کیسی ہنسی کیسی ٹھٹھولی ہے

...گا دیر ہوا ایسا نہ موقع ہاتھ آئے گا
صدا دیتی ہے رحمت کوئی باقی اور ٹولی ہے

...ے لیلے کے مقتل مین تری کشتے تڑپتے ہین کہ
بنا ظالم کہ اب تیغ مین کیا چیز گھولی ہے

بلا کی بدگماں ہے اس صنم کی چشم دیدہ ۔ چرا کر دل کو پھر بھی جیب عاشق کی ٹٹولی ہے

خبر بھی ہے تجھے میکش جسے رحمت نے تاکا ہے
وہ تیر و اردوئی کرتی ہے سینہ کا رونگی ٹولی ہے

یہاں ہم آئے ہیں ہم جہاں سے ۔ نرالا ایک جہاں ہے اس جہاں سے
وہیں ٹھیرینگے آئے ہیں جہاں سے ۔ غرض کیا ہے مکان و لامکاں سے
یہ روشن ہے ہر اک اشک رواں سے ۔ کہ تارے ٹوٹتے ہیں آسماں سے
مثال گرد ہوں گو ہوں نہ برباد ۔ کہ پیچھے رہ گئے ہم کارواں سے
کبھی گم ہو گئے ہیں ہم وہ باتیں ۔ مبرا ہیں جو اس کام و زباں سے
ہے قدر اس آنکھ کی آنکھوں میں اپنی ۔ جو دیکھے نور چھنتا آسماں سے
ابھرنے دیتے گر نالوں کو کچھ ہم ۔ یہ دو دو باتیں کرتے آسماں سے
تمہارے دلمیں ہے جو کچھ کسی دن ۔ نکل جائیگا دشمن کی زباں سے
کوئی تازہ عدم کا جانے والا ۔ کہے یہ علوی پیر مغاں سے
وہ میکش جو تمہارا تھا قدح خوار ۔ جسے فرماتے تھے کچھ کچھ زباں سے
اوسے اک گھونٹ بھی ملتا نہیں اب ۔ لبوں پہ دم ہے جسکے آسماں سے

مسیح دہر ہیں وہ اور کیا نہیں کرتے ۔ مریض ہجر کی اپنی دوا نہیں کرتے
لگائے رہتے ہیں دن رات ہم کلیجے سے ۔ تری شبیہ کو اک دم جدا نہیں کرتے
حسین جہاں کے کسطرح سست پیماں ہیں ۔ جو وعدہ کرتے ہیں اوسکو وفا نہیں کرتے
ہیں ایک عمر سے ہم پیش پاک سجود ۔ کبھی نماز کو اپنی قضا نہیں کرتے
بڑھائے جاتے ہیں ورد یا ایہا العالم ۔ وہ ایکسے ہیں ہوں جسے آشنا نہیں کرتے

پسند آتا ہے کس درجہ ہم کو جورِ بتان
کسی نے وقت پہ آنکھو نہ چوکتے دیکھا
وہ بدگمان ہوے ہین غیر کے سکھانیسے

خدا سے بھی کبھی ان کا گلا نہین کرتے
وہ لاکھ منہ سے کہین ہم جفا نہین کرتے
برا سمجھتے ہین ہم کو بھلا نہین کرتے

کچھ ایسے رندِ خرابات ہم ہوے میکش
شراب چھوڑ کے یادِ خدا نہین کرتے

جان جاتی ہے مری خلق تماشائی ہے
یار آتا نہین لب پر مری جان آئی ہے
وصل کی شب ہے وہ پہلو مین ہین تنہائی ہے
ہر جگہ جلوہ کنان وہ بتِ ہرجائی ہے
پیش ابروے صنم خال ہے اللہ اللہ
آہ نکلے تو کسی سوختہ جان کے دل ہے
پھرے جینے کا ہے سامان نہ مری موت کا ہے
یہ تو ممکن نہین چھوڑا نہ کہا ہو اُن کا
قبر کا اپنی نشان کوچۂ قاتل مین ہوگیا
عمر بھر موردِ آفات رہا میرا دل
حسرتین دیکھ کے بولا یہ تصور اُن کا
بزم سے اُس کی کوئی خاک سلامت جاتا
شیخ کعبہ مین بھی جاکر جو نہ دیکھا اوس کو
چتونین بدلی ہین چھتے ہین پرے مژگان کے

کوچۂ یار مین آیا ہون قضا لائی ہے
اے اجل آ کہ یہی وقت مسیحائی ہے
ہائے کس وقت مین کمبخت حیا آئی ہے
دیکھ تو اُس کو اگر آنکھون مین بینائی ہے
دیکھو کافر نے کہان جا کے جگہ پائی ہے
پھر دکھا دین گے کہ سر گنبدِ مینائی ہے
نہ تم آے ہو مری جان نہ قضا آئی ہے
عطر مین ڈوبی ہوئی آج صبا آئی ہے
شرط بد بد کے وہان بادِ صبا آئی ہے
میرے گھر آتی ہے جو تازہ بلا آئی ہے
گھر مین اک خلق ہے پر یہی تنہائی ہے
تیغ تولے ہوے آئی جو ادا آئی ہے
پھر تو بیکار یہ سب بادیہ پیمائی ہے
یہ تو فرمایئے کس پر یہ صف آرائی ہے

گلشنِ دہر مین وہ دُھوم تھی آنے کی ترے
تو ہ تو یہ درِ دشمن پہ پہونچتا عاشق
عہد تہا یہ کہ نہ در تک ترے آؤنگا کبھی
ضبط کرا یہ دل نالان نہ چڑہا جھنڈے پر
شوق کہتا ہے کہ پہر بوسۂ عارض لیجیے
کشتیِ عمرِ رواں کیون نہ رواں ہو دن رات

اِک ہوا بادِ بہتی آئی جو ہوا آئی ہے
اضطرابی کا بُرا ہو کہاں لے آئی ہے
کہینچکر پہر کششِ دل مجہے لے آئی ہے
یہ خبر ہی ہے کہ ان باتون مین رسوائی ہے
عقل کہتی ہے کہ دیوانہ ہو
اپنا ہر مدِ نفس جنبشِ دریائی ہے

گہر مین بیٹھا ہوا کیا کرتا ہے میخانے چلیے
کہدو میکش سے کہ گھنگھور گھٹا چھائی ہے

پہندے بنے ہین اک دلِ ناکام کیلئے
دل خون ہوا ہے بادہ گلفام کے لئے
کیا شان ہے کہ غیر ہون اکرام کے لئے
کُلفت کے وقت چاہیئے مضطر نہو کبھی
اک ہم بھی ہین کہ اپنا نشان تک مٹا چکے
ہمدم ہمارے دہر مین غفلت نچاہیے
وعدہ کیا ہے دیکھیے آئین وہ یا نہ آئین
مشتاق ہی ہین ہم کو خیالِ مآل تھا
جلادِ چرخ وہ ہے یہ خونخوار دہر ہے
دیگی نہ لطفِ وصل مین ساقی شراب تند
کہتے ہین وہ کہ قبر مین تجکو سُلائینگے

کاکل کے پیچ بڑہ گئے ہین دام کے لئے
ساقی کے ناز اُٹھائے ہین اک جام کے لئے
ہم منتخب ہون تہمت و الزام کے لئے
انسان بنا ہے راحت و آلام کیلئے
اک وہ بھی ہین کہ مرتے ہین جو نام کے لیئے
یہ ہی خبر ہے آئے ہو کس کام کے لیے
قاصد تو جان کہاتا ہے انعام کے لئے
آغاز ہی مین فکر تھی انجام کے لیے
ابرو کی تیغ بہیجدو ہر ام کے لئے
کچھ بھول چاہیے کسی گلفام کے لیے
پہلو نیا نکالا ہے آرام کے لئے

دو چار اینٹ رکھ کے بنا مین نشان قبر
ہم کو جواب صاف نہ دیتے وہ کس طرح
جس نے دیا ہے صبحکو شب کو بہی جگاوہ
کب اُن کو چہیڑ کر نہ سُنین ہم نے گالیان
دہنگ کچھ بدن کے ہین طریقے نئے نئے

کچھ تو کرین وہ عاشق گمنام کے لئے
کافی ہین غیر نامہ و پیغام کے لئے
نادان ہین فکر کرتے ہین جو شام کے لئے
کس دن مزے نہ لذت دشنام کے لئے
تجویز گالیان ہوئین انعام کے لئے

میکش طواف کعبہ مین چہوٹے نہ پاس وضع
کچھ برگ تاک چاہئین احرام کیلئے

کہان سے لائین گے ایسی صفائی دیکہنے والے
خدا کی دین ہے دیکہو کہان تھا مین کہان پہنچا
خدا وندا دکہا دہ دن کہ وہ بُت آکے پہلو مین
دکہا ... باہر نہ پہر آئے
کوئی پوچھے ... ڈھونڈہتی پہرتی ہی گہر کس کا
ہین پر ... صاف اُس ترک نے پہلے کیا سب سے
نہین ایسا نہو تلوار پڑتے ہی اُچٹ جائے
خدا کے واسطے خلوت سے باہر اب تو آ ظالم
شکایت لب پہ کیا دل مین بہی تو آنے نہین دیتے
بڑے عشاق او بت نقش پائی نذر کرتے ہین
محبت کو چہپاؤ لاکہ چہپنا غیر ممکن ہے
چہپے ... ہم سو تا دو چہپے بیٹھے ہین انسان ہین

بتون مین تم ہین شان کبریائی دیکہنے والے
تجہی مین ہین سب ہیری سمائی دیکہنے والے
تڑپتے ہین تری قدرت نمائی دیکہنے والے
لہو تہوکا کیے دست حنائی دیکہنے والے
لحد مین جا بسے شام جدائی دیکہنے والے
ہمین تہے اُسکے ہاتھون کی صفائی دیکہنے والے
ذرا ہشیار رہنا او کلائی دیکہنے والے
قیامت ہر کہ دیتے ہین دہائی دیکہنے والے
وہ پابند وفا ہین بیوفائی دیکہنے والے
ندین گے اور ایسی رونمائی دیکہنے والے
پرکہہ لیتے ہین رنگ آشنائی دیکہنے والے
نہ پہرتے جہانتے ... کی خدائی دیکہنے والے

ہتون مین اُس نے کس کس رنگ سے جلوہ دکھایا ہے
ذرا دیکھین تو اُس کی خود نمائی دیکھنے والے

عدو سے تم کبھی بگڑے منایا ہی کبھی اُس نے
ہمین ہین یار یہ لطف جدائی دیکھنے والے

انھین آہون کے دم سے بول بالا ہوگیا اپنا
تبلتے تھے جنہین تیر ہوائی دیکھنے والے

گلے کٹ جائین گے تلوار ہوگی اُسکے قبضہ مین
نہ سمجھے یہ تری نازک کلائی دیکھنے والے

ہوا مقبول میکش اک گدائے میکدہ بن کر
تعجب مین ہین فیض بینوائی دیکھنے والے

اُس میکدے مین پہنچو میکش ہو تم جہان کے
کبتک پھنسے رہوگے جھگڑے مین جسم و جان کے

چھوٹے جو دام سے ہم صیاد و باغبان کے
غیرت وہ تھی چمن مین جاکر بھی پھر نہ جہان کے

پہونچین گے پھر اسی جا باشندے ہین جہان کے
قابل نہ ہم زمین کے لائق نہ آسمان کے

کیون اس قبائے تن پر پھولا ہوا ہے نادان
اک روز موت آکر توڑے گی اس کی ٹان کے

وحشت مین ہاتھ اپنا دامان حشر پر ہے
دیکھو تو سوجھتے ہین مضمون کہان کہان کے

سو بار وعدہ کرکے گھر تک نہ میرے آئے
کیا اعتبار آئے جھوٹے ہو تم جہان کے

گھر گھر تمہاری شہرت عالم مین ہو رہی ہے
چھپ چھپ کے اور بیٹھو پردے مین آسمان کے

سوز درون بلبل یون گلستان جلا دے
کیا آگ چھپ رہی تھی تن کون مین آشیان کے

تھامے کلیجہ گھر سے دشمن کے آئینگے وہ
نالے سنین گے جسدم بیمار و ناتوان کے

اس آہ کا برا ہو اُن کو بھی پھونک ڈالا
دو چار رہ گئے تھے تنکے جو آشیان کے

پیوند عنصرون کے دیکھو قبائے تن پر
جوڑے ہین حق نے ٹکڑے لاکر کہان کہان کے

مرغ شکستہ پر ہون سمجھون نہ کیون غنیمت
سونے کے تار مجھکو تنکے ہین آشیان کے

چھوٹے بھی گر قفس سے تا آشیان نہ پہونچے
اللہ رے بے پری ہین محتاج نردبان کے

کہان تک مین ہو سکیش مجھ سے غزل سرائی
جو پہر دکہار ہا ہون بہکی ہوئی زبان کے

خاک خوش آئینگے بناتے عدم آباد کے
توڑ کر بازو کو پر کترے ہین مجھ آزاد کے
ڈہنگ کچھ بدلے گئے شاید مری فریاد کے
ہین بہت احسان سر پر ناوکِ بیداد کے
دیکہنے کو لوگ آتے ہین عدم آباد کے
دل مین ہے دیکھون تماشے پہر عدم آباد کے
جوش پر ہین ولولے آہِ دلِ ناشاد کے
شکلِ آب و گِل مین یہ جلوے نہین اضداد کے
واہ کیا تصویر ہے اللہ رے نقاشِ ازل
ذبح سے پہلے کیے ہین دست و پا میرے جدا
گہر سے باہر نکلے ہین ہو کر برہنہ طفلِ اشک
کہتی ہے بادِ صبا گلشن مین آئی ہی بہار
عشقِ شیرین نے کفایت کی نہ جوئے شیر پر
آنکھون ہی آنکھون مین گم ہو جائینگے طفلِ سرشک
مُرغِ جان کے کھل گئے پر فصد کھولی اس طرح
سخت جانی کا برا ہو کر دیا اس نے ذلیل
کیون نہو موزون حسینانِ جہان کا بال بال

پہرتے ہین آنکھون مین جلسے عالمِ ایجاد کے
ہین زمانے سے نرالے ہتکنڈے صیاد کے
کیا ہوا آنسو نہین تھمتے ہین کیون صیاد کے
شکوے گن گن کر مٹاے ہین دلِ ناشاد کے
کون ہے جلوہ نما قالب مین آدم زاد کے
چہوڑ آؤن کچھ شگوفے عالمِ ایجاد کے
حوصلے معلوم ہونگے چرخِ بے بنیاد کے
چہپ کے بیٹھا ہے کوئی قالب مین آدم زاد کے
آنکھ خود یہ کہہ رہی ہے ہو نہین قابل صاد کے
او ستم ایجاد مین قربان اس ایجاد کے
ہائے کیا اطوار بگڑے ہین مری اولاد کے
ہمصفیر و ظلم ہے گھر مین رہین صیاد کے
اور اک نالہ بہایا خون سے فرہاد کے
کب خبر تہی یون نشان مٹ جائینگے اولاد کے
روح پر احسان ہین میری نشترِ فصاد کے
ناز اٹھوائے ہین مجھ سے خنجرِ فولاد کے
سانچے مین ڈہالے ہوئے ہین یہ کسی استاد کے

ہم کو کیا معلوم گل کیا ہے چمن کیا چیز ہے | آنکھ جب کھولی تھی ہم نے گھر میں تھے صیاد کے
آج پھر طوفان اٹھائیگا مرے دل کا بخار | ابر بنجائیں گے ٹکڑے دامن فریاد کے
اشک بھر آتے ہیں یاد آتے ہیں جب بخت جگر | سچ کہا ہے داغ ہوتے ہیں بری اولاد کے

میکشی شاہ پرستی کفر ہے میکش اگر
چھوڑ دیں کس طرح سے پیرو ہیں اک آزاد کے

آگیا دھوکے میں پر کترے نہ مجھا آزاد کے | میں قفس لیکر اوڑا ہوش اڑ گئے صیاد کے
مانتے ہیں عشق کیا کہنے ہیں اس ایجاد کے | قتل کا محضر لکھا ہے خون سے فرہاد کے
ذبح ہوکر حوصلے نکلے ہیں مجھ ناشاد کے | نعرۂ تکبیر نغمے ہیں مبارک باد کے
کچھ یہ تھیں بدلے جو تیور خنجر فولاد کے | رکھدیا مرجا کے ہم نے پاؤں پر جلاد کے
ہیں یہ دکھلائے جو خاکے اوس ستم ایجاد کے | اڑ گئے ہاتھوں کے طوطے مانی و بہزاد کے
جائینگے گلشن میں کیونکر گھر سے ہم صیاد کے | پر ابھی آئے نہیں دن آگئے صیاد کے
کیوں نہ گھٹ گھٹ کر مریں نالے دل ناشاد کے | سی دیے ہیں میری خاموشی نے لب فریاد کے
چل رہا ہے خود بخود ملک عدم کا راستہ | جا رہے ہیں قافلے پر قافلے فریاد کے
ہائے کیا آتش تھی اللہ رے رگ سودا کا زور | ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے ہیں نشتر فصاد کے
اک نظر دیکھا جو گلشن میں قد موزوں ترا | کٹ گئے جتنے شجر تھے سرو کے شمشاد کے
ہائے رے غفلت کہ اس کو ڈھونڈتے پھرتے رہی | یہ نہ سمجھے یار ہے قالب میں آدم زاد کے
آہ دنالے ضعف میں دل سے نہ لب تک آسکو | رہ گئے گھر سے نکل کر قافلے فریاد کے
قدر کردوں کی خاطر ہے یہ تصویر گلی | پھر نشان ملتے نہیں خاکستر برباد کے
کر دیا دل کو مقید یار تیری زلف نے | بیڑیاں ڈالی ہیں نا سے پاؤں میں آزاد کے

دولتِ مغرور دو دن مین بدل جاتی ہے رنگ
چار دن کے تھے نظارے گلشنِ شداد کے

آسمان کیا لامکان تک ان کا ہوتا ہے گذر
ایک خدائی کرتے ہین پتلے یہ خاک و باد کے

کیا کہین نفسِ لعین روزِ ازل سے ساتھ ہے
آگئے ہین دام مین مدت سے اس صیاد کے

پھینکا آتا ہے ہم کو گلشنِ ایجاد مین
سیکھ رکھے ہین طریقے نکہتِ برباد کے

فیصلہ پورا اگر کرنا مرا منظور ہے
پھیر خنجر حلق پر قاتل مرے ہمزاد کے

کیا کہین کس سے کہین روزِ ازل کا ماجرا
آپ عنوان بن گئے ہم عشق کی روداد کے

جانچتے رہتے ہین سب کھوٹا کھرا نقدِ سخن
میکش علوی ہین ہم شاگرد ہین نقاد کے

اک جہان کے ہین رہنما علوی
ایک عالم کے پیشوا علوی

کس کو اکسیر کی تمنا ہے
ہو عطا مجھکو خاکِ پا علوی

میرے بیڑے کے حافظ و ناصر
میری کشتی کے ناخدا علوی

وہ نہ گمراہ ہون قیامت تک
جس کے ہون حضور رہنما علوی

میری فریاد آپ ہی تک ہے
سُن لو جو کہہ رہا ہون یا علوی

مین یہ کہتا نہین کہ عدل کرو
فضل ہو فضل آپ کا علوی

ہے یہ ظاہر مین ہون مریضِ نفس
ہین مرے درد کے دوا علوی

چشمِ احول کو دو نظر آئے
ایک تھے ورنہ میرزا علوی

خوف اُس کو نہین ہے عقبیٰ کا
ہو گئے جس کے رہنما علوی

آپ نے راہِ راست دکھلائی
آپ ہین میرے پیشوا علوی

نشہ مین بک رہا ہے یہ میکش

مین ہون بندہ مرا خدا علوی

ہوئی ہے دل کو مرے جب سے اُلفتِ علوی
نظر کے سامنے رہتی ہے صورتِ علوی

جگہ جگہ نہ ہو کس طرح شہرتِ علوی
ہر اک زبان پہ اب ہے حکایتِ علوی

جو بحرِ ذات مین غوطے لگاتا ہو جا کر
وہی سمجھتا ہے کچھ کچھ حقیقتِ علوی

بنایا کیسا مسلمان مجھ سے کافر کو
کھلی کھلی ہے یہ دیکھو کرامتِ علوی

عجیب ڈھنگ تھا اللہ رے تیری آزادی
ملا کسی سے نہ رنگِ طبیعتِ علوی

بگاڑتے تھے جسے اُس کو کچھ بناتے تھے
نئی تھی سارے زمانے سے حکمتِ علوی

گزارے سولہ برس مین نے انکی چوکھٹ پہ
بتاؤ کس کو ملی ایسی قربتِ علوی

گئے وہان وہ جہان تک علیؑ نبیؐ پہونچے
بیان کیجئے تو کیونکر ہو رفعتِ علوی

زمانہ کچھ بھی کہے مین نہ اُس کو مانون گا
چلون گا اُس پہ ہے جو کچھ طریقتِ علوی

اُسی کے قدمون پہ سر رکھ جو کاٹے سر تیرا
ہوئی ہے میرے لیے یہ وصیتِ علوی

مجھے بھی اپنے مقدر پہ ناز ہے مَیکش
خدا کا فضل ہے پائی ہے دولتِ علوی

ہستیٔ موہوم کا خاکا اُڑاتے جائیے
نقشِ باطل جب جسے دل مین مٹاتے جائیے

پھر دلِ مضطر پہ اک بجلی گراتے جائیے
پھر جمالِ پاک آنکھون کو دکھاتے جائیے

کُشتۂ راہِ فنا اُڑ کر لپٹ جائیگا کیا
یون نہ میری خاک سے دامن بچاتے جائیے

گھر سے وہ نکلے تو ہر گھر مین سے آئی یہ صدا
ہم کو بھی یہ چاند سی صورت دکھاتے جائیے

جسم و جان کی کشمکش سی ناک مین ہی دم مرا
فیصلہ کر دیجیے جھگڑا چکاتے جائیے

گر چلا آیا وہ یارِ لا اُبالی نزع مین
یہ کہون گا میری بگڑی کو بناتے جائیے

لطف دینگی جوششِ رحمت کی پہر طغیانیان
پیشِ داورِ حشر میں آنسو بہاتے جائیے

کشتۂ تیغِ تغافل میں ابھی کچھ جان ہے
اور بہی اک ہاتھ ہلکا سا لگاتے جائیے

ہم بہی اب تصویر بن جاتے ہیں صبر و ضبط کی
تم کو عادت ہے ستانے کی ستاتے جائیے

لطف جب آئیگا کٹے اس طرح کیجے راہِ عشق
ساتھ ہر دم کے قدم آگے بڑہاتے جائیے

تیرے پامالِ جفا کو قبر کی حاجت ہی کیا
نام کے ہمرہ نشان میرا مٹاتے جائیے

خوف ہے نامِ قیامت ہی نہ مٹ جائے کہیں
چال کا اپنی نہ یون سکہ بٹہاتے جائیے

حضرتِ دل چاپلوسی ہی سے کچھ نکلیگا کام
جس طرح سے راہ پر آئیں وہ لاتے جائیے

ہے یہی ترکیب دیدارِ جمالِ یار کی
سامنے جو پردہ حائل ہو اُٹہاتے جائیے

لینا ہے بیکش اگر جامِ شرابِ صلحِ کل
قلزمِ توحید میں غوطے لگاتے جائیے

کچھہ سوجھتے نہیں ہیں زمین و زمان مجھے
اے بیخودی چلی ہے تو لیکر کہان مجھے

پہونچون گا میں وہان ہے پہنچنا جہان مجھے
ممکن نہین کہ روک سکین آسمان مجھے

مراۃ حسنِ یار ہے سارا جہان مجھے
ہے آفتاب ذرۂ ریگِ روان مجھے

پیری سے کیون ہوائے نہ مثلِ کمان مجھے
پیرِ فلک سمجہتا ہے ابتک جوان مجھے

پہر چھوڑنا پڑے نہ کہین آشیان مجھے
صیاد گہورتا ہے کبہی باغبان مجھے

پہر دے گا رنج تازہ کوئی آسمان مجھے
ممکن نہین کہ دیکھہ سکے شادمان مجھے

کافی تہا خاک ہونے کو دورِ جہان مجھے
کیون پیستی ہے گردشِ چشمِ بتان مجھے

چھوڑے گی اپنے بعد نہ تنہا یہان مجھے
ہمراہ لیکے جائے گی عمرِ روان مجھے

اے آسمان کس کیلئے اب یہ گردشین
مدت ہوئی ہے کر چکی وہ بے نشان مجھے

در دیدہ تیری ہی پہ پڑی جب کبھی پڑی
تیری نظر نے خود ہی کیا بدگمان مجھے

ہمراہِ آہ جل گئے ہوئی خاکِ تن روان
تا عرش لیگئین مری بربادیان مجھے

پھر دیکھ لون رقیب کی کیونکر زبان چلے
ملجائے دو گھڑی کو جو تیری زبان مجھے

وقتِ اخیر رشتۂ عمری ٹوٹا ہائے
اندر سے ضعف کر دیا کیا ناتوان مجھے

پردہ اُٹھا دے ایک ہے جب ذات عکس و شخص
بیکار ڈال رکھا ہے کیون درمیان مجھے

منزل پہ لیکے پہنچے گی اگ روز یہ صدا
کھینچیگا خود بخود جرسِ کاروان مجھے

ہستی مین کچھہ پتا نہ ٹھکانا عدم مین ہے
جائے گی ڈہونڈ ہنے کہان عمرِ روان مجھے

قربان اِس ادا کے مین او چشمِ مستِ ناز
بھر کر دیا ہے جام مئے ارغوان مجھے

کرپاس ابروؤن کا رواقِ حرم ہے یہ
کرتا ہے ذبح دیکھہ تو ظالم کہان مجھے

یہ انقلاب ہو تو ہے جب لطف گفتگو
میری زبان تجھے ملے تیری زبان مجھے

ہے آرزو کہ لطف تکلم اُٹھاؤن مین
وہ دن خدا کرے کہ وہ دین گالیان مجھے

اکدن وہ تھا کہ ڈہونڈھتا تھا مین نشانِ یار
ملتا نہین ہے اب کہین میرا نشان مجھے

ظاہر ہے یہ کہ رشتۂ اُلفت مین قید ہون
پہنائین زلفِ یار نے کیون بیڑیان مجھے

پہلے کسی کے ہجر سے اتنا نہ ضعف تھا
سر دوش پر نہ تھا کبھی بارِ گران مجھے

اے برق تیرے خوف سے کیونکر مین چھوڑ دون
دو پھر تو کچھہ نہین ہے مرا آشیان مجھے

میرا شباب ہی مین ہوا خانمان خراب
تھا موسمِ بہار بھی دورِ خزان مجھے

جون جون کھنچے وہ بڑھتا گیا میرا شوقِ عشق
نامہربانیون نے کیا مہربان مجھے

پنہان نہوتی اس مین جو برقِ جمالِ دوست
کرتی نہ خاک آتشِ برقِ تپان مجھے

پھر عروج ٹھوکرین کھائی ہین خلق کی
بننا پڑا غبارِ رہِ کاروان مجھے

میکش لنڈھاؤن خلق مین کیونکر نہ مین شراب
میخانہ دے گیا مرا پیر مغان مجھے

یہ دن دکھائے ہم کو جھگڑے نے کن فکان کے
ظاہر ہے رہنے والے ہم لوگ ہین تھے جہان کے
دیکھو نکل کے انسان قبضہ سے جسم و جان کے
ہر اک مکان کے اندر جلوے ہین لامکان کے
بن سالک رہ حق بچ دور سے جہان کے
چکر مین ہے نہ آئین چکر یہ آسمان کے
مشتاق دید سے کب زیبا ہے لن ترانی
پردہ کرین گے مجھ سے ایسے ہین وہ کہان کے
اس لیلیٔ قدم کا محمل نہ چھوڑا اک دم
مثل غبار اب تک ہمرہ ہون کاروان کے
دل سے جو آہ نکلی سیدھی فلک یہ پہونچی
پہلو مری زمین نے پائے ہین آسمان کے
ہنستا ہے جب کوئی گل کرتی ہے شور بلبل
یہ وہ ہنسی ہے جس مین انداز ہین فغان کے
دل مین چھپے ہوئے تے آنکھین کھلی ہوئی تھین
ہم نے ادھر سے دیکھا جب وہ ادھر جہان کے
مین جس کی ہر ادا پر سو جان سے فدا ہون

عالم سے ہین نرالے انداز اُس جوان کے
یہ کاٹ چھانٹ ایسی یہ لفظ یہ معانی
تلوارین ڈھونڈھتی ہین جوہر مری زبان کے

میکش کچھ اس طرح سے ہم پہنچے سوئی محشر
سب پوچھتے ہین کیون جی یہ لوگ ہین کہان کے

پھر یہ شکوے نہ یہ جھگڑے نہ شکایت ہوگی
ہم گذر جائینگے جی سے تمہین فرصت ہوگی

اپنے فعلون پہ مجھے جبکہ ندامت ہوگی
سوخزن آنکھ سے سیری تری رحمت ہوگی

نشۂ مے سے بُری جب کی نوبت ہوگی
چھینٹے دیتی ہوئی مُنہ پر تری رحمت ہوگی

وہ بھی دن آئیگا دلمین تری الفت ہوگی
ہائے ظالم کبھی تجھکو بھی محبت ہوگی

قصۂ غم نہ کوئی غم کی روایت ہوگی
آپ آئینگے تو سب رفع شکایت ہوگی

لیکے دل میرا عجب ناز سے فرماتے ہین وہ
کیون جی یہ تو کہو کچھ اسکی بھی قیمت ہوگی

آج کی رات تو راحت سے گزر جانے دو
کل وہی ہم ہین وہی پھر شب فرقت ہوگی

پاس جب میرے نہ تو ہوگا شب تنہائی
چٹکیان لینے کو دل مین تری حسرت ہوگی

دو قدم ناز سے جسوقت وہ چل نکلین گے
گرتی پڑتی ہوئی ہمراہ قیامت ہوگی

پہلے ہی برہمی زلف سے بیتاب تھا دل
اور برہم جو ہوئے آپ تو وحشت ہوگی

حسن یوسف کی بہت دھوم ہے لیکن اُس بت
دل یہ کہتا ہے کہ ایسی تو نہ صورت ہوگی

فتنۂ حشر ہے خلوت سے نکلنا تیرا
قدِ آدم تیری صورت مین قیامت ہوگی

صاف رکھتا ہون ہر اک شخص سے مین دل اپنا
یہ وہ آئینہ نہین جس مین کدورت ہوگی

ابھی صورت ہی نہین آپ نے دیکھی اپنی
آئینہ سامنے آئیگا تو حیرت ہوگی

عکس ہین حسن خداداد کہین چہپتا ہے
نم اگر عاشق ناشاد سے ملجاؤ گے
لفت غیر کبھی راس نہ آئے گی تمہین
رده فصل بہاری نہ سنا اے ہمدم
ڈہاتے ہوئے آئینگے ترے دیوانے
ین کہتا تہا عیادت کو کبھی آئینگے
جھو دل پستے ہین اک خلق کی سنبھلو سنبھلو
وہ گر ہوگا تو انسان ہین خبر تہی کس کو
ی اک طرز ستم ہے جو وہ فرماتے ہین
ین آجائیگا آنکھون سے تصور تیرا

اُن کی تصویر کی پردے مین بہی شہرت ہو گی
رائیگان پہر تو نہ یہ حسن کی دولت ہو گی
ہم دکہا دین گے کہ وہ دن ہی مین نفرت ہو گی
رُت بدلتے ہی مجھے پہر وہی وحشت ہو گی
حشر مین دیکہنا اک اور قیامت ہو گی
یہ نہ سمجہا تہا کہ ایسی مری نوبت ہو گی
ہے یہی چال تو اک روز قیامت ہو گی
جس کو پوجین گے فرشتے تری صورت ہو گی
میری قسمت یہ اُنہین مجھسے محبت ہو گی
سات پردون مین نہ پنہان تری صورت ہو گی

حشر مین آئین گے اس شان سے اُٹھکر میکش
ابر کی طرح سے گہرے ہوئے رحمت ہو گی

صندل عرس شریف حضرت پیر مرشد علیہ الرحمہ

اُٹھاؤ سر پر ہے علوی کا صندل
اُٹھائے لیے آرہے ہین ملایک
ہر اک دل فدا کیون نہ ہو شکل بُلبل
لگاؤ جو آنکھون سے کُہل جائین آنکھین
یہ جہک جہک کے کہتی ہین غزدون سے حورین

معنبر معطر ہے علوی کا صندل
چلو تم بہی اُٹھکر ہے علوی کا صندل
کہ مثل گل تر ہے علوی کا صندل
رہ حق کا رہبر ہے علوی کا صندل
وہ دیکھو سر پر ہے علوی کا صندل

زمین دل کی بس جاتی ہے اسکی بو سے
وہ کچھہ تازہ و تر ہے علوی کا صندل

جلو مین ہین اہل فلک اسکے شامل
اگرچہ زمین پر ہے علوی کا صندل

نہین جس سے اچھی کوئی شی جہانکی
وہ بہتر سے بہتر ہے علوی کا صندل

غزالان ہو کیون نہون مست اس سے
نہین مشک اذفر ہی علوی کا صندل

مہک اسکی پہونچی سمک سے سما تک
عجب عطر پرور ہے علوی کا صندل

اُسے لائے ہین یار منشی کے سیلکش
اُٹھا تو ہی سر پر ہے علوی کا صندل

تضمین بر غزل حضرت مرزا غالب مرحوم و مغفور

جان پر اک نئی آفت ہی سہی
یہ بھی مانا کہ مصیبت ہی سہی

اسمین ذلت ہے تو ذلت ہی سہی
عشق مجکو نہین وحشت ہی سہی

میری وحشت تیری شہرت ہی سہی

ربط رکھتے ہین تمہارے دم سے
کچھ نہین کام ہمین عالم سے

جی مین ہے چین نہ پائین غم سے
قطع کیجے نہ تعلق ہم سے

کچھ نہین ہے تو عداوت ہی سہی

تفرقہ ہے سو کثرت نہ چلو
ماہیت غیر کی بالکل چھوڑ دو

بات گہری ہے یہ سمجھو اس کو
اپنی ہستی ہی سے ہو جو کچھ ہو

آگہی گر نہین غفلت ہی سہی

ہو گیا ہم کو بھی معلوم انجام
اپنا ہوگا نہ کبھی وہ گلفام

یہ تو ظاہر ہے رہیں گے ناکام عمر ہر چند کہ ہے برق خرام

دل کے خون کرنیکی فرصت ہی سہی

تیری اُلفت کا جو دم بھرتے ہیں آفتوں سے وہ کہیں ڈرتے ہیں
مرد تو بات ہی پر مرتے ہیں ہم کوئی ترک وفا کرتے ہیں

نہ سہی عشق مصیبت ہی سہی

ہے زبان بند یہ ہے کیا انصاف ہٹ دھرم ہے تو کریگا انصاف
ہو چکا تجھ سے ہمارا انصاف کچھ تو دے ای فلک ناانصاف

آہ و فریاد کی رخصت ہی سہی

اب طبیعت کو ادھر ڈھالیں گے ہنس کے ہر رنج کو ہم ٹالیں گے
جتنا غم دے گا کوئی کھالیں گے ہم بھی تسلیم کی خو ڈالیں گے

بے نیازی تری عادت ہی سہی

حق جو ہے منہ سے ابھی کہدیتے ابھی کھل جائے سب اثر تیرے
ہوئے مجبور تری عادت سے ہم بھی دشمن تو نہیں ہیں اپنے

غیر کو تجھ سے محبت ہی سہی

سوچ لو اچھی نہیں تنہائی حرج کیا پاس رہے شیدائی
یہ نئی کس نے تمہیں سکھلائی ہیرے ہونے میں ہی کیا رسوائی

اے وہ مجلس نہیں خلوت ہی سہی

قول میکش کا یہ سن جائے اسد ہجر میں اتنا نہ گھبرائے اسد
دل کو سو طرح سے بہلائے اسد یار سے چھیڑ چلی جائے اسد

گر نہیں وصل تو حسرت ہی سہی

قطعہ

لاؤ رکھا ہے کدھر عیش و طرب کا سامان
میکشو آؤ کہ گھنگھور گھٹا آئی ہے

دیر کر رکھی ہے کیا جلد چلیں شیشہ و جام
کہو ساقی سے کسے تاب شکیبائی ہے

باب رحمت کی طرح کھولدے میخانہ کا دَر
منتظر دیکھہ تو کب سے ترا شیدائی ہے

کچھہ خبر ہی ہے تجھے آج دکن میں ہے دھوم
مژدۂ سالگرہ لے کے صبا آئی ہے

سہرا در تہنیت شادی سید مہتاب صاحب دلگیر

سر نوشاہ پہ کیونکر نہ ہو جا سہرے کی
تازگی بخش ہے نظروں کو فضا سہرے کی

مشک بے قدر ہوا عنبر سارا بیکار
عطر بیز ایسی ہوئی آج ہوا سہرے کی

صورت غنچہ شگفتہ دل احباب ہوے
ہوتی ہے کیسی خوشی نام خدا سہرے کی

چھوڑکر باغ کو ہمراہ چلے نوشہ کے
ایسی گرویدہ ہوئی باد صبا سہرے کی

ایک مخلوق کی آنکھیں ہیں اسی کیجانب
دلستان بن گئی ہر ایک ادا سہرے کی

دل مخلوق فدا ہوتے ہیں بلبل کی طرح
اللہ اللہ بندہی کیسی ہوا سہرے کی

ابر نیسان کی لگاتی ہے جھڑی اسکی لڑی
موتی برسا رہی ہے خوب گھٹا سہرے کی

مثل مہتاب ہے مہتاب کا سہرہ روشن
چاندنی بن گئی ہے آج ضیا سہرے کی

دیکھنے کے لئے اک خلق خدا آتی ہے
ہوتی ہے کیا دل مخلوق میں جا سہرے کی

باغ عالم میں ہمیشہ پھلے پھولے نوشاہ
ہر کلی دیتی ہے یہ ہنس کے دعا سہرے کی

حیدر آباد مین ہم دولہ ہے بیدر مین
کہیئے میکش کہ پہر اب قدر ہو کیا سہرے کی

سہرا در تہنیت شادی برخوردار رشید الدینخان عالی عمرہ

دیکھکر کہتے ہین یہ اہل بصیرت سہرا
سر پہ نوشاہ کے ہے آیۂ رحمت سہرا

کیا تعجب ہے جو نوشہ کو کرے مالا مال
ہے زر گل کی بغل مین لیے دولت سہرا

اسکے پہولون کی زمین چرخ سے ٹکراتی ہے
لیکے آیا ہے عجب طرح کی رفعت سہرا

شورشِ خندۂ گل سے ہے قیامت برپا
اللہ اللہ ہے کیا کانِ ملاحت سہرا

ہمسری کچھہ قد نوشاہ سے کر بیٹھا ہے
آج محفل مین اُٹھائے گا قیامت سہرا

رُخِ نوشاہ سے ہے نیّرِ محشر روشن
فتنہ حشر اگر قد ہے قیامت سہرا

یہ اِدہر سر پہ بندہا مل گئی دولہ کو دولہن
کچھہ عجب طرح کی کرتا ہے وکالت سہرا

دیکھنے آتا ہے ہر شخص رُخ نوشہ کو
ڈالدیتا ہے یہ کیا رنگ محبت سہرا

قصہ آدم و حوا کو دلاتا ہے یاد
ہو کے بے اصل بہی ہے اہل حقیقت سہرا

خود تو ہے ایک مگر پہول ہین لاکہون اس مین
یون عیان کرتا ہے کثرت مین بہی وحدت سہرا

کس سے اُلجہا ہے یہ برہم ہے جو ایک ایک لڑی
ہٹ ہے کس بات کی کیا کرتا ہے حجت سہرا

بے سبب ہے نہین لیلوٹ رخِ نوشہ پر
رکہتا ہے عارضِ گلرنگ سے اُلفت سہرا

کیا مفسر کوئی تفسیر لکہے گا اسکی
مصحف روے کتابی کی ہے آیت سہرا

ہو نہین سکتا کسی طرح سے پہولون کا شمار
کثرتِ گل سے ہے اب گلشن جنت سہرا

حسن پر حسن بڑہا سہرے کے بندہ جانے سے
ہو گیا عارضِ پر نور کی زینت سہرا

صاحب سہرا پہلے پہولے برآئی اُمید
ایک مدت کے گلے شکوے مٹا دیتا ہے
سر سے پہنچا ہے قدم تک یہ بڑہا قد اس کا
پہولی جامے مین سماتی نہین ایک ایک کلی
حسن پر ناز ہے اسکو تو نزاکت پہ اُسے
اسکی سج دہج ہے نئی اسکے ہین انداز نئے
ہر لڑی کہلتی ہے آغوش تمنا کی طرح
اس کو ہر بزم مین ملتی ہے سر آنکہون پہ جگہ
یہ خبر ہی ہے تہین جہومتی ہین کیون لڑیان
ہو وہ اسپند پڑے گر نظر بد اس پر
خود بخود خلق تماشے کو نکل آئی ہے
چشم و دل پاتے ہین احباب کے اس سے رونق
کچہہ تو ہو بات نئی کچہہ تو نئے مضمون ہین
اس طریقے سے گل نظم کی لڑیان گوندہین
جس کا سہرا ہے یہ ۔ وہ ہی مرا شاگرد رشید

مژدہ دیتا ہے یہ دیتا ہے بشارت سہرا
دل سے دہو دیتا ہے سب زنگ کدورت سہرا
فتنہ سمجہے تہے مگر نکلا قیامت سہرا
پہوٹ نکلا صفت رنگ محبت سہرا
دونون بے مثل ہے نوشاہ کی صورت سہرا
شان سرپیچ دکہاتا ہے تو شوکت سہرا
یہ تو ظاہر ہے کہ ہے طالب وصلت سہرا
لیکے آیا ہے عجب طرح کی قسمت سہرا
کرتا ہے مصحف ناطق کی تلاوت سہرا
آتش گل سے وہ رکہتا ہی حرارت سہرا
آج دکہلا رہا ہے کیسی کرامت سہرا
تازگی بخش ہے کیا رکہتا ہے نزہت سہرا
لطف ہی کیا ہی جو دکہلائے نہ جدت سہرا
اس فصاحت سے لکہین اہل فصاحت سہرا
دنگ ہون سُنکے نہ کیون اہل فصاحت سہرا

سُنکے سب مست ہوئے رشک زبان کو مکیش
اور دکہلائے گا کیا جوش طبیعت سہرا

مبارک باد

یہ دن ای نوشہ ذیشان مبارک ہو مبارک ہو
یہ شادی اور یہ سامان مبارک ہو مبارک ہو

خوشی سے دیکھکر تجھکو یہ سب احباب کہتے ہین
یہ بزم عیش یہ دوران مبارک ہو مبارک ہو

کرے گلگشت تو لاکھون برس اس باغ عالم مین
تماشائے گل وریحان مبارک ہو مبارک ہو

بفضل حضرت مردار و علوی آرزو نکلے
بر آیا تھا جو کچھ ارمان مبارک ہو مبارک ہو

بہا حسن نوروزی ہے زینت تیری شادی کی
تجھے اے سرور خوبان مبارک ہو مبارک ہو

نہال آرزو مین کیسے کیسے پھول آئے ہین
بھرا ہے واہ کیا دامان مبارک ہو مبارک ہو

دعا میکش کی ہے پھر سے پہلے تو ای رشید الدین
کہون مین پھر بصد عنوان مبارک ہو مبارک ہو

سلام

کلام صاف مین کچھ شک و ظن کا کام نہین
قبالہ ہے یہ جنان کا مرا سلام نہین

تجلی رخ مولا سے غش ہوا مجکو
مری نماز مین سجدہ نہین قیام نہین

حلہ مین اس کے ہین دار السلام پاؤنگا
بہشت جو نہ دلادے یہ وہ سلام نہین

وہ رزق دیتا ہے گھر بیٹھے آسیا کی طرح
خیال صبح نہین مجکو فکر شام نہین

نفس کی آمد و شد کوچ کا ہے نقارہ
قیام کرنا یہان عاقلون کا کام نہین

مٹا ہوا ہون ازل ہی سے بے نشانی پر
نگین کی طرح سے مجکو خیال نام نہین

ولائے آل پیمبر سے مست رہتا ہون
مری شراب ہے وہ جو کہین حرام نہین

وہ آنکھ کیا ہے نہو جسمین ایک قطرہ اشک
ہمیشہ جو نہ چھلکتا رہے وہ جام نہین

عبادتون مین مقدم ولائے حضرت ہے
وہ سجدہ ہی نہین ہے جسمین کہ امام نہین

لحد مین مجھسے نکیرین کیون جھگڑتے ہین
علی کا بندہ ہون کچھ ان کا تو غلام نہین

شراب معرفت حق سے مست ہون میکش
مرے پیالہ مین صہبائے لالہ فام نہین

سلام

ذبح خنجر سے ہوا دلبند جانِ بوتراب
تھمک تھمی ہو جب سب جسم و جانِ بوتراب
عالمِ ایجاد مین تشریف لائے ہین حسینؑ
بوترابی آرہے ہین دیکھہ تو کس شان سے
کربلا مین کیا وہ کچھہ امداد کر سکتے نہ تھے
ہٹ جو بیعت پر تھی حضرت کو وہ کچھہ بیجا نہ تھی
کربلا مین دوپہر تک ساری قصے ہو چکے
سر برہنہ بیبیان اونٹونپہ عابد ننگے پاؤن
اے فلک بے رحم ظالم کیا یہی انصاف ہے
مین نصیری سہی اللہ ہے میرا علیؑ

ق

اے سلامی مٹ گیا نام و نشانِ بوتراب
شانِ پیغمبر نہ ہو کس طرح شانِ بوتراب
آج جبریلِ امین ہین داربانِ بوتراب
کہول اے رضوان درِ باغِ جنانِ بوتراب
تہا مگر منظور اب بہی امتحانِ بوتراب
جانتے تہے وہ ہے اسمین کسر شانِ بوتراب
ظہر تک طے ہو چکی سب داستانِ بوتراب
دوپہر کی دہوپ اور یہ گلرخانِ بوتراب
کیا یونہین نکلا تہا گہر سے کاروانِ بوتراب
لامکان کہتے ہین جس کو ہے مکانِ بوتراب

ہم کو خالق نے بنایا مستِ صہبائے علی
چھوڑ دین کس طرح میکش آستانِ بوتراب

سلام

یادِ شاہِ دین مین جب رطب اللسان ہو جائیگی
اے سلامی موجۂ کوثر زبان ہو جائیگی

مدحت آلِ محمد سے یہ پائے گی عروج
جس زمین مین شعر ہوگا آسمان ہو جائیگی

چھوڑ دم جہانسون کو غافل اپنے دم کی خبر
ختم دو سانسون مین یہ عمرِ روان ہو جائیگی

ق
بے کفن چھوڑا جو شہ کو تھا لعینون کا خیال
نعش ریگِ کربلا مین خود نہان ہو جائیگی

یہ نہ سمجھے تھے ملک بھر زیارت آئین گے
جس زمین پر دفن ہون گے آسمان ہو جائیگی

کام دیتی ہے بگڑنے پر بھی پیری مین کمر
تیر نالے ہون گے جب جھک کر کمان ہو جائیگی

بیاہ کے دن آئے تھے اکبر کے کس کو تھی خبر
خاک مین یہ چاند سی صورت نہان ہو جائیگی

شاہ بولے بے ردا ہوئیگا زینب غم نہ کھا
گرد خود اُٹھ کر حجابِ کاروان ہو جائے گی

کہتے تھے عابد اسیری مین نہ تھا ہمکو خیال
آہ بھی بانگِ درائے کاروان ہو جائیگی

آنکھ کھلنے پر وہ ہر صورت سے ہوگا آشکار
اُس کی قیدِ لامکانی بھی مکان ہو جائیگی

سعت ہاتھ آتا نہیں میکش شباب شاعری
پیر تم ہو جاؤ گے جب یہ جوان ہو جائے گی

رباعیات

افلاک سے اونچا نہ ہو کیون بامِ علیؑ
ہے عرشِ بریں یہ جائے آرامِ علیؑ
بندہ بھی سمجھتے ہین خدا بھی اوس کو
اللہ سے ملتا ہوا ہے نامِ علیؑ

ایضاً

لکھہ جاتا ہے ہر بار قلم نامِ علیؑ
اللہ ہے کیا طرفہ رقم نامِ علیؑ
دیتی ہے یہ بندگی خدائی کے مزے
دن رات لیا کرتے ہین ہم نامِ علیؑ

ایضاً

کچھہ کام نہین ہم کو بجز یادِ علیؑ
اس فن مین بہی کس طرح نہ رونق ہو دوچند
خوش آتی ہے مدّاحی اولادِ علی
امدادِ علیؑ ساتہہ ہے امدادِ علی

ایضاً

سو جان سے ہون مین جان نثارِ علوی
ذرات تصور نہ رہے کیون دل مین
کعبہ مرے حق مین ہے مزارِ علوی
میکش ہے یہ ایک یادگارِ علوی

ایضاً

ظاہر ہے جو کچھہ شہ کو یہان کہتے ہین
کیون شاد نہو پہر دلِ ہر مورِ ضعیف
سلطانِ دکن فخرِ جہان کہتے ہین
آصف کو سلیمانِ زمان کہتے ہین

ایضاً

ذی رتبہ وذی شان ہین اعلیحضرت
کیون دیکھہ کے اُن کو نہ ہو ہر دل زندہ
اسوقت کے سلطان ہین اعلیحضرت
عالم کے لئے جان ہین اعلےٰ حضرت

ایضاً

عالم مین کیا خدا نے برتر پایا۔
یون سب مین دیا عروج اُس نے برتر تجکو
کچھہ مجہکو تمنا نہین سب بہر پایا
معراج ہوئی ایسی کہ منصب پایا

ایضاً

بلبل کو جو کچھہ نالون پر اب غرّہ ہے
وہ کہتی ہے جن کو یہ ترانے ہین نئے
یہ بات تو دل پر مرے اک آنہ ہے
دیوانی ہے وہ میر ار دو مزہ ہے

ایضاً

ظاہر کو بگاڑ ڈالا باطن کے لئے
کس سے کہون کیا کیا ہے کن کن کیلیے

ہوا شباب پیری ہو یکھی — کب دن مین نے کھوئے اسدن کیلیے

ایضاً

...سے ضعیفی کے بہلا حاصل کیا — محتاج جوانی کا جو ہو وہ دل گیا
...ین تو ہے کے چیا تم مین جینے — ناقص جو کسی وقت ہو وہ کامل گیا

ایضاً

ناشاد ہون اک عمر سے دل شاد نہین — پیری مین جوانی کے ہی دن یاد نہین
تصویر بنا رکھا ہے اللہ رے ضعف — لب وا ہین مگر طاقت فریاد نہین

ایضاً

مہجور ہے جس کو جستجو باقی ہے — واصل ہے وہ کیا جو آرزو باقی ہے
ائینہ کا دیکھنا ہے ہستی کی دلیل — ظاہر ہے ابہی دوئی کی بو باقی ہے

ایضاً

چہرے کا وہ رنگ وہ صفائی نہ رہی — قوت جو تھی چوگنی تہائی نہ رہی
کیا خاک رباعی پڑھین پیری مین درست — دانتون کی ہی ہموار رباعی نہ رہی

ایضاً

کچھ باتین بنا لینے سے ماہر نہ بنے — سنگ پانی مین گر جانے سے طاہر نہ بنے
ایسا نہ ہو ہو جائے کہین قافیہ تنگ — بازاری زبان سیکھ کے شاعر نہ بنے

ایضاً

کہتے ہین جسے فخر جہان وہ ڈھلی — مداح تھا ہر پیر و جوان وہ ڈھلی
...ہ وہ تو نہین دیکھتا ہون مین جس کو — اللہ مرے اب ہے کہان وہ ڈھلی

ایضاً

ہندول ہے اک جہان پہ رحمت تیری — کثرت سے جُدا ہوئی نہ وحدت تیری
ہر عکس سے ہوگیا یہ ثابت مجھکو — آئینے ہزار ایک صورت تیری

ایضاً

دو دن مین شباب سارا ڈھل جائیگا — سودا جو سر مین ہے نکل جائے گا
میکش یہ خبر نہ تھی کہ اِس پیری مین — یون مُشک سے کافور بدل جائیگا

ایضاً

جسوقت قضا قبر مین پہنچاتی ہے — یہ روح کہین اور ہوا کھاتی ہے
ہو جاتے ہین ارکانِ عناصر بے کار — ترکیب رباعی کی بگڑ جاتی ہے

ایضاً

مرقد مین نہ سڑنے کو نہ گلنے کو چلے — اِک نور کے سانچے مین ہین ڈھلنے کو چلے
ہے منظر حشر کے میلے کی جو سیر — ہم قبر مین پوشاک بدلنے کو چلے

ایضاً

جنّت کے نہ ملنے کا جو غم کرتے ہین — واللہ ستم ہے یہ ستم کرتے ہین
دادا کو جہان خدا نے رہنے نہ دِیا — اُس گھر کی تلاش واہ ہم کرتے ہین

ایضاً

ہستی سے شباب ایک دم مین پہنچے — تا شیب دہان سے دو قدم مین پہنچے
خم پشت ہوئی تو یہ صدا موت نے دی — اس پل سے جو اُترے تو عدم مین پہنچے

ایضاً

اے چرخ یہ انقلاب پھر کیسا ہے — معتوب میں ہون عتاب پھر کیسا ہے
وہ ساقیٔ دوران تو چھکا دیتا تھا — میکش کو یہ اب جواب پھر کیسا ہے

ایضاً

درویش ہون محتاج ہون ناچار ہون مین — اک عمر سے اس غم مین گرفتار ہون مین
تم عیسیٔ دوران ہو سنا ہے مین نے — للہ خبر لیجیے بیمار ہون مین

قطعاتِ تاریخ

قطعۂ تاریخ طبع رسالہ انوار محمد از ارشادات حضرت پیر و مرشد علیہ الرحمہ

این کتاب پاک از ارشاد مولا محسن است — صورتِ الہام بر قلب لطیفش شد ورود
سال تاریخش اگر پرسد کسی میکش ز تو — گو ہویدا گشت انوار محمد در وجود
۱۳ ۶ ۱۹

دیگر

وہ طبع ہوا ہے صحیفۂ اَب — غش جسپہ ہزار دل ہے انسان
تاریخ کہی ہے میکش نے — انوار محمد شیخ جہان
۱۹ ۵ ۱۳

قطعۂ تاریخ طبع دیوان جگن ناتھ تنہا صاحب طالب تھانوی

واہ کیا اچھا کلام طالبِ خوش فکر ہے — جس کا ہر اک شعر ہے باغ سخن کا اک نہال
نکلے اب میکش نئی صنعت سے سال عیسوی — اور اک دو متوون ترانہ (نغمۂ طالب) مین ڈال
۶۶۵ ۱۱۳۷ ۱۹۰۲ع

دیگر

نظم ہے یہ بے نظیر و بے مثال — معنی اس کی جان ہے قالب ہے یہ

کیون نہ دل زخمی ہو ہر اک ساز کا — آ و سن لو نغمۂ طالب ہے یہ
۱۳۱۹

تاریخ طبع مثنوی حسام عبرت مصنفہ حضرت پیر و مرشد علیہ الرحمۃ

سب ہے یہ مثنوی مقام عبرت — مرشد کا قول۔ ہے کلام عبرت
میکش نے یہ طبع کی لکھی تاریخ — ہے یہ عرفان حق حسام عبرت

قطعہ تاریخ رحلت نمودن خواجہ محمد فخر الدین صاحب

چھوڑ کر عالم فانی کو گئے فخر الدین — دے گئے سارے عزیزون کو عجب رنج و تعب
سال رحلت کہا ہاتف نے یہی میکش سے — واہ داخل ہوئے اللہ کی جنت مین اب

قطعہ تاریخ تولد فرزند مشفقی جناب حکیم عزیز اللہ صاحب

یافت نور نظر عزیز اللہ — از افق شد طلوع ہمچو ہلال
دید او را خدائے عزوجل — عمر و زہد و سخا و علم و کمال
فکر تاریخ کرد چون میکش — پسر خوش نصیب آمد سال

قطعہ تاریخ رحلت نمودن روشن جان طوائف

روشن کہ روشنی جہان را وداع کرد — ظاہر بخلد گشت و ز چشم جہان نہفت
پرسیدم از سروش چو تاریخ رحلتش — معشوق دلفریب ز دنیا ابتد بگفت

قطعہ تاریخ طبع دیوان جناب عالمگیر محمد خان تخلص عالم

چھپ گیا دیوان وہ عالم خوش فکر کا — جس کے مضامین ہین جس طرح خم ہوئے گل
کیون نہون نایاب پھر دونون کلام و کلیم — کیسی طبیعت ملی رشک کرے عقل کل
جان ہے عالم کی ایک انجمن آرا ہے ایک — دہوم ہے یہ خلق مین ہے یہی عالم مین غل
طبع کی تاریخ کے ساتھ ہو میکش دعا — کہہ رہین رنگین قبا گلشن عالم کے گل

دیگر

چھپ گیا ہے وہ کلامِ عالم — جس کا عالم سے ہے عالم ہی نیا
طبع کا سال جبھی میکش نے — نظم پاکیزہ پر اعجاز کہا

قطعاتِ تاریخ طبعِ دیوان ہذا

قطعہ تاریخ اُستاد مسلم الثبوت جناب مولانا سید ظہیر الدین حسین صاحب عرف ظہیر دہلوی

صد شکر کہ چھپتا ہے دیوانِ تخشم ہی اب — ہے چشمہ مے جاری خمخانہ میکش سے
پردہ ہی رہا اب تک اُس عارفِ کامل کا — آگاہ نہ تھا کوئی افسانہ میکش سے
ہیں جلوہ نما کیا کیا اصنام پری پیکر — ہے شانِ حرم پیدا بتخانہ میکش سے
تھا فکر ظہیر اب بس تاریخ اشاعت کا — قُل قُل کی صدا آئی میخانہ میکش سے
لکھدو نہ جُدا کر کے سر تن سے جُدائی کا — جوشِ مے عرفاں ہے پیمانہ میکش سے

قطعہ تاریخ از جناب راجہ بھگوان سہائے صاحب بہادر کرم حیدر آبادی تلمیذ حضرت ظہیر

ہوا تیار لو چھپ کر نیا پیمانہ میکش — کیا کارِ مسیحا اس دلِ مردہ پہ قم کہکر
کہا ہاتف نے مجھسے کس لیے اتنا تردد ہے — سرِ بہجت ہے لکھدے بجے کرم اسکو ششم ساغر
۱۳۲۰ھ

دیگر

کچھ ساقی دوران نے کیا ہی دور اب جاری — کہ لب پر بادہ خوارون کے ہے جاری لفظ عشق کا
بیت اوڑا کر لکھہ کرم سال مسیحائی — چھپا فضلِ الٰہی سے چھپا دیوان میکش کا

قطعہ تاریخ از جناب مولانا سید صفی الدین حسن صاحب کیفی حیدر آبادی ارشد تلامذہ حضرت مصنف دیوان

چھپا دیوان حضرت کا ہوا ہے طبع دہلی مین — کلیدِ عشق ہے ہر شعر اُستادانہ میکش

نشان بے نشان خاطر نشین و دل نشان ہون گے
بنام ایزد اُتاری کیا پری مضمون شیشے مین
ادب سے طبع کی تاریخ لکھو حضرت کیفی

عقیدتمند اگر پی جائے یہ پیمانہ میکش
فراوان آفرین بر ہمت مردانہ میکش
مئے عشق احد سے پر ہے یہ پیمانہ میکش

دیگر

میکش سحر بیان کا دیوان
ساغر ہند وہان لکھہ چھپا

طبع دہلی مین ہوا ہے فی الحال
حیدر آباد سے کیفی نے سال

دیگر بفارسی

میکش تھانوی چو در دہلی
سال تاریخ طبع کیفی گفت

طبع کردہ کلام رندانہ
کہ زہے فرح بخش پیمانہ

قطعہ تاریخ از جناب حافظ شیخ محی الدین احمد صاحب محفوظ حیدرآبادی تلمیذ حضرت داغ دہلوی

حضرت میکش نے کیا لکھا ہے دیوان لاجواب
سادگی اشعار کی دل سے کسی کو ہے پسند

اک زمانہ اُس کا شیدا اک جہان دیوانہ ہے
شوخی الفاظ پر اُسکی کوئی دیوانہ ہے
از سر جودت لکھا محفوظ نے سال طبع

ذکر کعبہ ہے کہین اور حال میخانہ کہین
ہے کہین معشوق کی جور و ستم کا تذکرہ
دیکھہ لو خمخانہ میکش کا یہ پیمانہ ہے

ہے کہین ہو حق کسی کا نعرہ مستانہ
عاشق بر ساز و سامان کا کہیں

قطعہ تاریخ از جناب سید محمود حسن صاحب رضوی دہلوی تلمیذ رشید حضرت مصنف مد ظلہ

چھپتے ہی مچا شور خرابات مین یکسر
مستون کے لیے عید ہے پیمانہ میکش

محمود نے سنتے ہی لکھی طبع کی تاریخ
خمخانہ مجاز دیدہ ہے پیمانہ میکش

قطعہ تاریخ از جناب مولوی محمد حبیب الدین صاحب حبیب حیدرآبادی تلمیذ حضرت مصنف

چھپا دیوان ہوا شایع وہ میرے پیر و مرشد کا
ضعیفہ اگر جو کوئی تم سے پوچھے سال یہ کہہ دو

بجا ہے مین اگر اُس کو کہون میخانہ میکش
مٹا جام جہان بن رہ گیا پیمانہ میکش

تمت

تمام درخواستیں دفتر مذاق سخن دہلی بنام محمد نذیر حسین آنی چاہئیں

مذاق سخن - ایشیائی شاعری کا روشن آفتاب اردو لٹریچر کی زندہ تصویر نظم و نثر کا بے نظیر گلدستہ
اخبار کا اخبار - ۳۲ صفحہ پر دہلی سے ماہوار شایع ہوتا ہے قیمت سالانہ ایک روپیہ پانچ آنہ (۱۵ عہ)
نمونہ کے لئے دو آنے کا ٹکٹ آنا چاہئے ورنہ عدم تعمیل کی شکایت معاف۔

یادگار امیر حضرت امیر مینائی مرحوم کی قابل قدر سوانح عمری جس میں نواب
... علی شاہ کی قدر افزائی - نواب یوسف علی خان
والی رام پور کی اعزاز فرمائی۔ نواب کلب علی خان
خلد آشیاں مرحوم والی رام پور کی ہنر پروری بزم
سخن کے دلچسپ معرکے۔ امیر اللغات کی تصنیف۔
حیدرآباد کے سفر کے واقعات اور وفات کے مفصل
حالات درج ہیں۔ آخیر میں حضرت داغ و امیر کی
ہم قوافی و ہم ردیف غزلیں تحریر ہیں جس سے دونوں
استادوں کی طبیعتوں کا اندازہ اور کتاب کا حسن بدر
روشن کی طرح ظاہر ہو جاتا ہے۔ غرض یہ کتاب ہمہ وجوہ
قابل دید ہے۔ قیمت ۱۴ر

دیوان رونق - قیمت ۱۲ر

ماہ دلدار اور بلقیس یہ ناول حضرت آغا شاعر
قزلباش دہلوی انڈین
... ٹیوٹر - مصنف ارمان - آنو ز ضیہ - قتل نظیر
... بدلہ - ہیرے کی کنی - شعلہ جوالہ وغیرہ وغیرہ
کی تصنیف سے ہے۔ گویا فرزند معنوی باعتبار عمر سب سے
... ہے لیکن نقاش نقش ثانی بہتر کشد ز اول" کے اعتبار
... طرز ادا اور وضع میں سب سے بڑا ہے۔ قیمت ۱۴ر

حور و شمائل یہ یورپ کی ایک مشہور عالی دماغ کی لخت جگر ہے جس نے اپنے
قدیمی طرز کو بدلکر ہندوستانی لباس پہنا یا ہے۔ اسکو
اپنی دلکش مرقع پر ایسا ناز ہے جیسا مانی و بہزاد کو
اپنی صناعی کا۔ اسکو اپنی عمر کے ساتھ ہی ایک ہونہار نوجوان
کی تلاش ہے۔ مفصل کیفیت ناظرین مطبع رحمانی پریس
محلہ گڑھیا حویلی نواب احمد خاں میں محمد نذیر حسین مالک
مطبع رحمانی و پروپرائیٹر رسالہ مذاق سخن دہلی کے نام
۱۴ر کے ٹکٹ بھیجنے سے اور میری مطبوعہ (...)
منگوانے سے معلوم کر سکتے ہیں۔

غیرت بظاہر ایک چھوٹا سا لفظ ہے مگر اس کے معانی اور وسیع مطالب پر غور کیا جائے جو ایک
ہیجے ناول کے پیرایہ میں دہلی - لکھنؤ - کے بامحاورہ اور
سلیس زبان میں ادا کیا ہے تو اہل دل اور سخن سنج سمجھ لینگے
کہ غیرت کیا چیز ہے۔

یہ ناول ان کس ہیرس ناولوں میں نہیں جو بے قدری کے
باعث بازیچۂ طفلاں بن گئے ہیں۔
یہ وہ ناول ہے کہ رؤسا، والاشان کے قدردان بانوں کی
زینت بنکر انکے دلوں کو تاوقتیکہ وہ اول سے آخر تک
بے چین کرتا اور تڑپتا رہے۔ باایں ہمہ وجود قیمت صرف ۱۲ر

تمام درخواستیں فقیر مذاقِ سخن دہلی میں بنام محمد تدبیر حسین و وزیر حسین آنی چاہئیں

دیوان مجروح از نتیجہ فکر جناب میر مہدی حسین صاحب مجروح مرحوم و مغفور شاگرد رشید حضرت نجم الدولہ دبیر الملک میرزا اسد اللہ خاں غالب دہلوی۔ محاورات کی بندش کلام کی شائستگی قابل قدر ہے۔ دیوان مجروح کے دیکھنے والوں کو دیوان غالب کے اشعار کا لطف حاصل ہونے میں کسی طرح کلام نہیں ہے۔ قیمت فی جلد عہ ر

مرقعہ حسرت یہ حضرت ملکش صاحب حیدرآبادی کی تصنیف ہے لائق مصنف نے اس قصہ کو بامحاورہ سلیس اُردو زبان میں تحریر فرمایا ہے۔ چونکہ بالکل سچا واقعہ ہے اسواسطے پڑھنے والے کے دل پر پورا پورا اثر ہوتا ہے۔ یہ قصہ نہایت حیرت انگیز قابل دید ہے۔ قیمت صرف ۱۲ر

ذکر خواجہ اس کتاب میں حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رح کی شان میں نہایت عمدہ اور چیدہ چیدہ غزلیں درج ہیں۔ علاوہ ازیں بہت سی غزلیں حقانی بھی تحریر ہیں۔ قیمت صرف ۲ر

الوان نعمت اس کتاب کے تین حصے ہیں حصہ اول میں مسلمانوں کے کل کھانوں کی ترکیبوں کا بیان ہے جو شاہی باورچی خانوں میں پکائے جاتے ہیں۔ حصہ دوم میں ہندوؤں کے کل کھانوں اور تمام مٹھائیوں کی ترکیبیں بتائی گئی ہیں۔ حصہ سوم میں انگریزوں کے کل کھانوں کی ترکیبیں درج ہیں قیمت فی حصہ ۱۲ر اور سالم کتاب

سوانح عمری امیر تیمور معہ حمیدہ بانو بیگم قیمت فی جلد ۴ر

سوانح عمری نور جہاں بیگم۔ یہ بھی اپنی آپ نظیر ہے قیمت صرف ۴ر

تاریخ غوری۔ قیمت صرف ۴ر

سوانح عمری نورتن اکبری قیمت صرف

سوانح عمری زیب النسا بیگم قیمت صرف

سوانح عمری شیطان یہ دلچسپ دلپذیر دلکش سوانح عمری نہ کبھی لکھا گیا اور نہ لکھا جا سکتا ہے نہ آئندہ لکھا جائیگا۔ اس میں شیطان کے آبا و اجداد خاندان پیدائش تعلیم۔ تربیت۔ ربانی کالج میں تعلیم درجہ بدرجہ ترقی کر کے معلم الملکوت بننا۔ معتوب ہونا۔ حوا کو بہکانا۔ سانپ بننا۔ حضرت آدم کو ہمراہ لے کر بہشت میں نکلنا۔ پھر نبیوں کے مقابلہ میں شیطانیاں کارگزاریاں۔ پنڈتوں پادریوں۔ مولویوں کے ساتھ جو کچھ شیطان نے برتاؤ کیا۔ یا انہوں نے شیطان کا ناک میں دم کیا۔ اسکی مفصل کیفیت شیطان کا معزول ہونا پھر موت اور اور اُسکی قبر کا پتہ وغیرہ۔ مصنف بھوانی پرشاد صاحب بہار کنو۔ قیمت ۱۲ر

ناشاد قیمت ۱ر - سلیم و چندر کا قیمت ۱۲ر - نشتر قیمت ۱۲ر *